محفلِ میلاد

قرآن و حدیث کی روشنی میں

www.KitaboSunnat.com

تالیف

فضیلۃ الشیخ ابوبکر جابر الجزائری

مکتبہ محمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

قرآن و حدیث کی روشنی میں

محفلِ میلاد

تالیف

ابو بکر جابر الجزائری

ترجمہ

سید مشتاق علی ندوی

ناشر

مکتبہ محمدیہ چک 109/7.R چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

Mob.: 0300-4826023

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمیع حقوق محفوظ

نام کتاب ---------- محفل میلاد کی شرعی حیثیت

تالیف ---------- الشیخ ابوبکر جابر الجزائری

مترجم ---------- سید مشتاق علی ندوی

باہتمام ---------- عبدالرحمان عابد

تعداد ---------- 1100

ناشر ---------- مكتبة محمدية

قیمت ---------- [redacted] روپے

اسٹاکسٹ

دار الکتب السلفیۃ ○ شیش محل روڈ ○ لاہور
Ph.: 0092-042-7237184
7230271-7213032

مکتبہ اسلامیہ
غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
Ph.: 0092-042-7244973

www.KitaboSunnat.com

ملنے کے پتے

اردو بازار لاہور
- دار الفرقان، الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور ● کتاب سرائے الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ
- نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ فون: 7321865 ● محمدی پبلشنگ ہاؤس، الفضل مارکیٹ
- اسلامی اکیڈمی الفضل مارکیٹ فون نمبر: 7357587 ● مکتبہ قدوسیہ رحمٰن مارکیٹ۔ غزنی سٹریٹ

فیصل آباد
- مکتبہ اسلامیہ۔ بیرون امین پور بازار بالمقابل شیل پٹرول پمپ ● رحمانیہ دار الکتب، امین پور بازار
- مکتبہ اہل حدیث، بالمقابل مرکز جامع مسجد اہل حدیث امین پور بازار ● ملک سنز۔ کارخانہ بازار

گوجرانوالہ
- والی کتاب گھر اردو بازار 233089 ● مدینہ کتاب گھر اردو بازار ● مکتبہ نعمانیہ، اردو بازار

ملتان
- فاروقی کتب خانہ بیرون بوہر گیٹ 541809 ● مکتبہ دار السلام کنگھیاں والی مسجد تھانہ بوہر گیٹ 541229

اوکاڑہ
- مکتبہ تفہیم السنہ شیر ربانی ٹاؤن۔ غازی روڈ 528621

چیچہ وطنی
- اسلامی کتب خانہ، ڈاکخانہ بازار نزد پانی والی ٹینکی چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

کلمۂ مترجم	۵
عرض مؤلف	۸
اہم علمی مقدمہ	۱۰
بدعت اور سنت	۱۸
قولی بدعت کی مثال	۲۲
فعلی بدعت کی مثال	۲۳
بدعت اور مصالح مرسلہ میں فرق	۲۴
عام میلا داوران کی شرعی حیثیت	۲۹
میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت	۳۴
محفل میلاد منعقد کرنے کی لوچ اور لچر دلیلیں	۳۶
کچھ کمزور شبہات اوران کا رد	۳۹
نعم البدل	۴۶
میلاد میں غلو برا ہے	۴۷
غیر مناسب سختی	۵۰
اختتام	۵۳

Www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلمۂ مترجم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ.

۱۰ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ بروز بدھ عصر کے بعد مسجد نبوی کے صحن (صفۂ نبوی کے سامنے) میں بیٹھا تھا اور یہ کتابچہ میرے ہاتھ میں تھا۔ ایک اردو داں شخص نے کتابچہ میرے ہاتھ میں دیکھ کر سوال کیا۔ یہ کیا ہے؟ اس وقت تک میں نے کتابچہ کا پورا مطالعہ نہیں کیا تھا۔ جستہ جستہ نظر ڈالی تھی اس کی روشنی ہی میں جواب دیا کہ الشیخ ابوبکر جابر الجزائری ایک بہت بڑے عالم نے میلاد کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ بدعت ہے اس میں جو رسومات ادا کی جاتی ہیں ان کا شریعت میں ثبوت نہیں۔ وہ شخص ناراض ہو گیا اور کہا اچھا تم بھی اسی جماعت سے تعلق رکھتے ہو جو رسول اللہ ﷺ کو نا پسند کرتی ہے؟ اس قسم کے چند اور جملے اس نے کہے۔ میں نے سنجیدگی سے جواب دینا چاہا۔ لیکن بات نہ ہو سکی اور میں اٹھ کر چلا آیا۔ لیکن دل و دماغ پر ایک چوٹ لگی اور اس موضوع پر سوچتا رہا، ساتھ ہی تقریباً دس سال سے قبل کا واقعہ یاد آیا کہ جب میری والدہ مرحومہ (غفر اللہ لھا ورحمھا) نے مجھے ایک محفل میلاد میں اس لیے بھیجا کہ سیرت پاک بیان کروں میں نے سیرت کے موضوع پر اپنی معلومات و مطالعہ کے مطابق تقریر کی اور میرے برادر معظم حافظ سید یونس علی مرحوم (غفر اللہ لہ) نے قرآن مجید کی تلاوت کی، اس کے بعد معلوم ہوا کہ اب کچھ اور خرافات بھی ہوں گی، میں نے اس سے منع کیا تو مجمع چیں بہ چیں ہونے لگا۔ جس میں میرے بعض اقربا بھی تھے جن سے کچھ سخت وست باتیں بھی اس سلسلہ میں ہو گئیں جس سے مجمع منتشر ہو گیا۔

حرم نبوی میں جب یہ واقعہ پیش آیا تو سوچا کہ اپنی کم علمی کے باوجود جو کر سکتے ہیں کرنا چاہیے اور اس موضوع پر ضرور کچھ نہ کچھ حق بیان کرنے کی نیت سے کوشش کرنی چاہیے، چنانچہ سوچا کہ کیوں نہ اس کتابچہ سے ہی ابتداء کی جائے کہ دار ہجرت میں مقیم ایک مقبول عام عالم و واعظ کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصنیف ہے، اس کو اردو میں منتقل کر کے اپنے ان بھائیوں کے ہاتھ میں دیدی جائے شاید اللہ تعالیٰ ہدایت وتوفیق کی راہیں کھول دے۔

اسی شام کو قیام گاہ پر آ کر کتاب کا مطالعہ شروع کر دیا جس سے اس کی اہمیت وافادیت کا مزید اندازہ ہوا کہ بہت ہی سنجیدہ اور سلجھے انداز سے اس موضوع کو واضح کیا گیا ہے اور یہ موضوع صغر حجم کے باوجود مفید ومؤثر ہے، حقیقت پسندی سے قرآن وحدیث کی روشنی میں محفل میلاد کا جائزلیا گیا ہے اور آخر میں ''نعم البدل'' کے عنوان سے جولکھا گیا ہے وہ بھی ایک مسلمان کے لیے دینی وروحانی ترقی کے لیے بہترین نسخہ ہے۔

صاحب کتاب سے ترجمہ کی اجازت لی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے چند دن میں ترجمہ سے فارغ ہو گیا لیکن پھر یہ سوچ کر کہ ترجمہ معیاری نہیں۔شائع کروانے کا خیال چھوڑ دیا۔تقریباً سال بھر یونہی رکھا رہا پھر خیال آیا کہ ترجمہ ہو یا نہ 'مضمون معیاری ہے۔اس لیے اس کو شائع ہونا چاہیے، چنانچہ ترجمہ ڈاکٹر سید محمد اجتباء ندوی صاحب (استاد اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ) اور ڈاکٹر (ف) عبدالرحیم (استاد اسلامی یونیورسٹی) کو دکھایا۔دونوں حضرات نے تحسین کی اور بہت ہمت افزائی کی۔

یہ رپورٹ میں نے مصنف کتاب کو دکھائی، جس پر انہوں نے خوشی کا اظہار کیا اور دعائیں دیں اور دس ہزار نسخے چھپوانے کا وعدہ کیا لیکن میرے ذہن میں آیا کہ اگر یہ ''دارالافتاء'' سے شائع ہو جائے تو زیادہ بڑی تعداد شائع ہونے کا امکان ہے اور تقسیم میں بھی سہولت ہوگی یہ بات میں نے مصنف کے سامنے رکھی تو انہوں نے ''دارالافتاء'' کے صدر شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ کے نام خط لکھ دیا جس میں ترجمہ کا تعارف اور میری خواہش لکھی۔

۱۹ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ کو طائف جا کر شیخ کی خدمت میں خط اور ترجمہ پیش کیا جس پر انہوں نے پچاس ہزار نسخے چھپوانے کی منظوری لکھ دی اور مصنف کتاب کو ذمہ دار بنا دیا۔

اللہ کے فضل اور ان حضرات کے تعاون سے ترجمہ قارئین کے پیش خدمت ہے، تصنیفی میدان کی میری یہ پہلی کوشش ہے اگر اس میں کوئی اچھائی وخوبی ہے وہ محض اللہ کا فضل ہے اور جو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوتاہی وخامی ہے وہ میری بے بضاعتی کی دلیل، بس خلوص نیت سے اس امید پر کہ شاید اللہ تعالیٰ ہمارے ان بھائیوں کو جو اس طرح کی رسومات و بدعات میں مبتلا ہیں، سنجیدگی سے غور کرنے کی توفیق دے۔اس حقیر ترجمہ کی کاوش کا ثمرہ پیش کر رہا ہوں۔

آخر میں بارگاہ ایزدی میں شکر گزار ہوں کہ اس نے اپنے اس حقیر بندے کو یہ توفیق دی اور ساتھ ہی ان سب حضرات کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس ترجمہ میں کسی بھی نوعیت سے مدد کی خاص طور پر شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز اور شیخ ابوبکر الجزائری کا کہ ان کے تعاون سے یہ ترجمہ شائع ہو رہا ہے۔ڈاکٹر سید محمد اجتبا ندوی ڈاکٹر عبدالرحیم کا بھی جنہوں نے اپنا قیمتی وقت اس ترجمہ کو دیکھنے میں صرف کیا اور مفید مشورے دیئے، یہاں اپنی شریک حیات کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہتا، جنہوں نے مسودہ کی تبییض میں تعاون کیا۔اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر دے اور ترجمہ سے مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائے اور اگر یہ حقیر سا کام اللہ بزرگ و برتر کے یہاں شرف قبولیت حاصل کر لے تو زہے نصیب۔

اِنْ اَرَدْتُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ.

سید مشتاق علی ندوی

۲۴ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مؤلف

میں اس موضوع ''مولد نبوی'' رسالت مآب ﷺ کی جلالت شان اور اس موضوع کی اہمیت ونزاکت کا تصور کر کے قلم اٹھاتے ہوئے بہت ہی متردد رہا لیکن جب اندازہ ہوا کہ پانی سر سے اوپر ہو رہا ہے اور مسلمانوں کے درمیان اس موضوع پر صرف لعن وطعن ہی نہیں بلکہ تکفیر تک بات پہنچ گئی ہے تو میں یہ کتاب لکھنے پر مجبور ہوا۔ اس امید پر کہ شاید یہ کتاب اس طوفان بلاخیز کی کوئی حد متعین کر دے۔ جو ہر سال امنڈتا ہے اور کتنے ہی مسلمان اس میں ہلاک و برباد ہو جاتے ہیں۔ ولا حول ولا قوة الا بالله.

ماہ میلاد ''ربیع الاول'' سے کچھ دن قبل میں نے بی۔ بی۔ سی، لندن سے سنا کہ سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن بازؒ نے ان لوگوں پر کفر کا فتویٰ دیا ہے جو میلاد شریف کی محفلیں سجاتے ہیں، جس سے عالم اسلام میں غیظ وغضب کی ایک لہر دوڑ گئی ہے۔

اس کو سنتے ہی میں انگشت بدنداں رہ گیا کہ کتنی جھوٹ وغلط اور خطرناک خبر ہے۔ جب کہ یہ بات خود اچھی طرح مشہور ومعروف ہے کہ مفتی اعظم اس کو بدعت کہتے ہیں اور اس سے روکتے ہیں نہ کہ جو محفل میلاد رچائے اور جو اس میں شرکت کرتے ہیں ان پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں، شاید یہ سعودی حکومت پر خار کھائے ہوئے شیعہ حضرات کی سازش ہے۔ کیونکہ سعودی مملکت میں بدعات وخرافات شرک وگمراہی کا گذر نہیں۔

بات جو بھی رہی ہو، یہ معاملہ نازک ہو گیا ہے اور اہل علم پر واجب ہے کہ اس نازک مسئلہ میں حق کو بیان کریں، کیونکہ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان بغض وکراہت اور لعن وطعن شروع ہو گئی ہے، کتنے لوگوں نے مجھ سے ناصحانہ انداز میں کہا کہ فلاں شخص کہتا ہے میں فلاں کو اس لیے ناپسند کرتا ہوں کہ وہ میلاد کا انکار کرتا ہے، کیا ہی عجیب بات ہے؟ کہ جو شخص بدعت کو برا کہے اور اس کو چھوڑنے کی دعوت دے وہ اس لائق ہے کہ مسلمان اس سے بغض رکھیں اور ناپسند کریں؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کا تو یہ فرض ہے کہ اس کو گلے لگائیں اور آنکھوں میں بٹھائیں نہ کہ اس کو کراہت کی نظر سے دیکھیں اس سے بھی زیادہ افسوس ناک اور تکلیف دہ بات یہ ہے کہ یہ بات اڑائی جائے کہ جو لوگ میلاد کی بدعت کو برا سمجھتے ہیں یہ لوگ نعوذ باللہ رسول اللہ ﷺ سے بغض و کینہ رکھنے والے ہیں۔ آپ ﷺ کی محبت وعقیدت ان کے پاس سے بھی نہیں گذری، حالانکہ اس سنگین جرم کا ارتکاب اللہ و آخرت پر ایمان والا کر ہی نہیں سکتا جب کہ رسول اللہ ﷺ سے بغض آپ ﷺ سے محبت وعقیدت کا نہ ہونا کھلا کفر ہے۔ اس کے بعد اس شخص کی اسلام سے کیا نسبت؟ نعوذ باللہ تعالیٰ۔

یہ سب دیکھ کر میں نے یہ کتابچہ لکھا ہے، تا کہ جو ذمہ داری بیان کرنے کی عائد ہوتی ہے۔ وہ پوری ہو جائے اور اس امید پر کہ شاید اس فتنہ کا سد باب ہو جائے جو ہر سال نئے انداز سے ابھرتا ہے، اسلام کی مشکلات میں اضافہ اسلام اور مسلمانوں کو آزمائش میں ڈالتا ہے۔

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ وَحْدَهُ التُّكْلَانُ.

❀❀❀

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُقَدِّمَة

جو یہ کتابچہ پڑھنا چاہے تا کہ میلاد کے سلسلہ میں شرعی حکم معلوم کرے، میں اس کو ناصحانہ و مخلصانہ مشورہ دیتا ہوں کہ اس مقدمہ کو کئی مرتبہ پوری توجہ کے ساتھ پڑھے یہاں تک کہ اس کو اچھی طرح ذہن نشین کرلے اور مطمئن ہو جائے، چاہے اس کو دس مرتبہ ہی کیوں نہ پڑھنا پڑے اور اگر اس کو سمجھنے میں دشواری ہو رہی ہو تو کسی طالب علم سے اس کو پڑھے تا کہ اس کو اچھی طرح اور صحیح سمجھنے میں مدد ملے۔ اس مقدمہ کو سمجھنا صرف میلاد کے مختلف فیہ مسئلہ میں ہی فائدہ نہیں۔ بلکہ بہت سے وہ دینی مسائل جن میں اکثر لوگوں کے درمیان اختلاف ہوتا ہے کہ آیا یہ بدعت ہے یا سنت ہے؟ تو کیا یہ بدعت ضلالت وگمراہی ہے یا بدعت حسنہ ایسے اکثر مسائل میں سودمند ثابت ہوگا۔

ان شاء اللہ کوشش کروں گا کہ مسلمان قارئین کے لیے اشارہ کنایہ کو چھوڑ کر اور مثالیں دے کر صورت مسئلہ واضح کروں اور فہم سے بالکل قریب کردوں تا کہ یہ اہم مقدمہ سمجھ میں آجائے، جو ایک کنجی ہے ان بہت سے الجھے اور پیچیدہ مسائل کے لیے جن میں اختلاف ہوتا ہے کہ یہ دین اور سنت ہے کہ اس پر عمل کیا جائے یا ضلالت و بدعت ہے۔ جس کا چھوڑنا واجب اور اس سے اجتناب ضروری ہے۔

اللہ کا نام لے کر شروع کرتا ہوں اور کہتا ہوں میرے مسلمان بھائیوں کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کو اپنا رسول بنا کر بھیجا اور لوگوں کی ہدایت واصلاح دنیا وآخرت کی کامیابی اور کمالات حاصل کرنے کے لیے اپنی کتاب ان پر اتاری۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا. فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَاعْتَصَمُوا بِهِ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَّيَهْدِيهِمْ إِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا.﴾

اے لوگو! یقیناً تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک دلیل آچکی ہے اور ہم نے تمہارے پاس ایک صاف نور بھیجا ہے، سو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور انہوں نے اس کو مضبوط پکڑا، سو ایسوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کریں گے اور اپنے فضل میں اور رہنے تک ان کو سیدھا راستہ بتا دیں گے۔

اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ لوگوں کی اصلاح، ان کے اخلاقی وروحانی کمالات کی تکمیل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف وحی الٰہی کے ذریعہ ❶ سے ہو سکتی ہے۔ جو کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی بھی حکم کی وحی نازل فرماتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ اس کی تبلیغ اور اس پر عمل کرنے کی کیفیت وصورت بتاتے ہیں، مومن اس پر عمل پیرا ہو کر کمال وسعادت حاصل کرتے ہیں۔

معزز قاری: ہم اللہ کی قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ ہدایت و اصلاح حاصل کرنے کے بعد انسان کی تکمیل وسعادت کے لیے وحی ربانی (جو کتاب وسنت میں ہے) پر عمل کرنے کے علاوہ کوئی راستہ اور طریقہ نہیں۔

خردمند قاری: اس کا راز یہ ہے کہ، اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے یعنی ان کا پیدا کرنے والا ان کی نشو ونما اور تربیت ودیکھ بھال کرنے والا، ان کے امور میں تصرف کرنے والا اور ان کا مالک ہے انسان سب کے سب موت وزندگی، رزق وروزی، تربیت وہدایت، صلاح وراع اور پرہیز گاری اور دنیا وآخرت کی کامیابی حاصل کرنے کے لیے اس کے محتاج محض ہیں۔ اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے پیدائش وافزائش کے کچھ طریقے بنا دیئے ہیں جن پر مخلوقات کی پیدائش ہوتی ہے۔ یعنی نر و مادہ کے درمیان اتصال، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہدایت واصلاح کے کچھ راستے بنائے ہیں، تو جس طرح پیدائش اپنے فطری طریقوں پر ہی ممکن ہے اسی طرح ہدایت واصلاح بھی اللہ کے بنائے ہوئے راستے پر ہی مل سکتی ہے۔ اور وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور اپنے رسول محمد ﷺ کے ذریعے بتایا ہے۔ اس پر گامزن ہونا اور جس طرح رسول اللہ ﷺ نے سکھایا ہے اسی طرح چلنا اس کی تطبیق اور نافذ کرنا۔ اس سے یہ بات اچھی طرح معلوم ہوگئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے طریقے کو چھوڑ کر ہدایت وسعادت اور کمالات کسی بھی طرح ممکن نہیں۔

مذاہب باطلہ، یہودیت، عیسائیت، مجوسیت کا حال آنکھوں کے سامنے ہے دیکھا جا سکتا ہے کہ کیا وہ ان مذاہب سے ہدایت یافتہ ہو سکے، یا کمالات وسعادت ملی؟ ہرگز نہیں۔

---

❶ سورہ النساء آیت: ۱۷۵ میں ''دلیل'' سے اکثر مفسرین کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی ذات مراد ہے اور صاف نور سے قرآن کریم ہی ہو سکتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ صرف اس لیے کہ وہ اللہ کے بتائے ہوئے طریقے نہیں، جس طرح ہم ان قوانین کا حال دیکھ رہے ہیں۔ جن کو انسان نے عدل ومساوات قائم کرنے، جان و مال، عزت وآبرو کی حفاظت اور اخلاق کی تکمیل کے لیے وضع کیے ہیں، کیا وہ اپنے مقصد کو پورا کر سکے؟ جواب یقیناً نفی ہی میں ہے کیوں کہ صورت حال یہ ہے کہ کرہ ارض جرائم ومہلک اشیاء سے بھر گئی ہے۔ بالکل ایسا ہی معاملہ اہل بدعت کا ہے کہ وہ امتِ اسلامیہ میں سب سے زیادہ فاسد و فاسد العقول، اخلاقی اعتبار سے پست اور عزت نفس سے کورے لوگ ہوتے ہیں اور ایسا ہی حال آج ان مسلمانوں کا دیکھنے میں آ رہا ہے جو اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ سے ہٹ کر انسانوں کی خود ساختہ راہ پر گامزن ہو گئے اور وہ قوانین اختیار کر لیے جو منزل من اللہ نہیں ہیں (اللہ کی طرف سے نہیں کیے گئے) کس طرح ان میں اتفاق واتحاد کا فقدان ہے؟ وہ کتنے ہی ذلیل وخوار ہو رہے ہیں؟ یہ سب نتیجہ ہے وحی ربانی پر عمل پیرا نہ ہونے کا۔

دیکھیے قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی شریعت کے علاوہ کس طرح ہر طریقے کی مذمت کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿اَمْ لَهُمْ شُرَكَٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَالَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ وَلَوْ لَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ.﴾

(الشوریٰ: ۲۱)

کیا ان کے شریکوں نے (جن کو وہ اللہ کے ساتھ شریک بناتے ہیں) ان کے لیے ایسا دین مقرر کر دیا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی اور اگر (اللہ کی طرف سے ایک قول فیصل (ٹھہرایا ہوا) نہ ہوتا تو (دنیا ہی میں) ان کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ملاحظہ فرمالیجیے، فرماتے ہیں۔ ''جس شخص نے دین میں وہ چیز ایجاد کی جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے مقبول نہیں اور جس نے کوئی ایسا کام کیا جو ہمارے دین میں نہیں تو وہ نا قابل قبول ہے۔ [رواہ مسلم]

یعنی اس کے کرنے والے کے منہ پر مار دیا جائے گا اور پھر اجر وثواب کی تو امید ہی کیا، وجہ صرف یہ ہے کہ جس کام کا اللہ نے حکم نہیں دیا اس میں نہ تزکیۂ نفس کی صلاحیت ہے اور نہ طہارت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باطن کے سلسلہ میں وہ مؤثر، کیونکہ تزکیہ وطہارت کا اس کے اندر مادہ ہی نہیں جو صرف اللہ تعالیٰ نے ان ہی اعمال میں ودیعت کیا ہے جن کے کرنے کا حکم دیا ہے اور جو اس نے بتائے ہیں۔

اشیاءِ خورد ونوش میں غور کر لیجئے اللہ تعالیٰ نے پھلوں اور گوشت میں کس طرح غذائیت پیدا کر دی ہے؟ ان کے کھانے سے جسم کو توانائی وقوت ملتی ہے اور اس کی نشو ونما اور طاقت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف مٹی، لکڑی اور ہڈی کو دیکھئے۔ ان میں غذائیت نہیں بس اسی طرح سمجھ لیجئے کہ بدعت پر عمل کرنا ایسا ہی ہے جیسا مٹی لکڑی اور ہڈی سے پیٹ بھرنا جس طرح ان چیزوں کے کھانے والے کو غذا کا فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا، اسی طرح بدعات پر عامل شخص کی نہ روح کی صفائی ہوسکتی اور نہ اس کا تزکیۂ نفس ہوسکتا ہے۔

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ہر وہ عمل جس سے اللہ کا تقرب اور ناکامی وشقاوت سے نجات پانے کے بعد کمالات وسعادت مطلوب ہو اس کے لیے سب سے پہلے ضروری ہے کہ کام وہ ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب یا اپنے رسول ﷺ کی زبانی بتایا، پھر وہ اسی طرح ادا کیا جائے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ادا کیا، کمیت (تعداد) کا لحاظ رکھا جائے کہ نہ کم ہونے پائے اور نہ کوئی چیز زائد ہو۔ کیفیت کی رعایت بھی رکھی جائے کہ اس کے کسی جز میں بھی تقدیم و تاخیر نہ کرے، وقت کا خیال رکھا جائے کہ اس کے متعین وقت کے علاوہ نہ کرے۔ جگہ کی تعیین میں بھی غلطی نہ کرے کہ جو شارع نے اس کے لیے بتائی ہے اس کے علاوہ نہ ہو۔ اگر اس کام کے کرنے والے کا مقصود اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر کے اطاعت ہے اور اس کی مرضیات پر گامزن ہو کر اس کا تقرب چاہتا ہے اور اسے محبوب بنانا چاہتا ہے وہ اس کا خیال رکھے کہ وہ کام مشروع ہو، جس طریقے پر رسول اللہ ﷺ نے ادا کیا۔ اس طرح کرے پھر اس سے صرف رضائے الٰہی مطلوب ہو غیر اللہ کی طرف ادنیٰ بھی التفات نہ ہو اگر ان میں سے ایک چیز پر بھی عمل چھوٹ گیا۔ تو وہ کام باطل ہو گیا اور جب کام ہی خراب ہو گیا تو پھر اس سے طہارت وتزکیہ نفس کیسے حاصل ہوسکتا ہے؟ بلکہ ہوسکتا ہے کہ اس سے نفس میں خباثت ونجاست پیدا ہو جائے۔

اس حقیقت کو مزید وضاحت کے ساتھ سمجھنے کے لیے صبر وتحمل کے ساتھ مندرجہ ذیل مثالیں پڑھیے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز

یہ کتاب وسنت سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا. ﴾ (النساء: ۱۰۳)

تو نماز قاعدہ کے موافق پڑھنے لگو یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کے ساتھ محدود ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں۔ جس نے ان کے تمام حقوق وآداب کا لحاظ کرتے ہوئے ادا کی، اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کے لیے وعدہ ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور جس نے ادا نہیں کی تو پھر اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی وعدہ نہیں، چاہے گا تو عذاب دے گا اور اگر چاہے تو جنت میں داخل کر دے گا۔ کیا یہ کافی ہوگا کہ انسان جب چاہے جس طرح چاہے، کسی بھی جگہ نماز پڑھ لے؟ [رواہ مالک وغیرہ]

ہرگز نہیں، بلکہ اس کی تمام کیفیات کو ملحوظ رکھنا ضروری ہوگا، عدد رکعات؟ کیفیت ادا، زمان و مکان ہر چیز کا خیال ضروری ہے اگر کسی نے عمداً مغرب کی چار رکعت اور فجر کی دو رکعت کے بجائے ایک ہی پڑھی، تو اس کی نماز باطل ہوگی۔

اسی طرح اگر اس کی کیفیت ادا کا خیال نہ رکھا کسی رکن کو مقدم کسی کو مؤخر کر دیا یا پھر اس نے زمان ومکان کا لحاظ نہ کیا، مغرب، غروب آفتاب سے پہلے یا ظہر زوال سے قبل ہی پڑھ لی تب بھی نماز صحیح نہیں اسی طرح اگر کسی نے سلاٹر ہاؤس یا گھوڑے پر نماز پڑھی تو اس کا بھی اعتبار نہیں کہ طہارت مکان کی رعایت نہیں کی جب کہ وہ بھی شرط ہے۔

حج

کتاب اللہ سنت رسول اللہ سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا. ﴾ (ال عمران: ۹۶)

اور اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان کا حج کرنا ہے (یعنی) اس شخص کے ذمہ جو کہ طاقت رکھے وہاں تک کے سبیل کی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر حج فرض کیا ہے تو حج کرو۔ [رواہ مسلم وغیرہ]

اب سوال یہ ہے کہ بندہ کو کیا اس کا اختیار ہے کہ جس طرح چاہے جب چاہے حج کرے؟ جواب یقیناً نفی میں ہے بلکہ جو حج کرنا چاہے اس کو چار حیثیات کی رعایت لازم ہے ورنہ اس کا حج صحیح نہیں۔ کمیت، طواف وسعی کے چکروں کی تعداد کا لحاظ رکھے۔

اگر عمداً ایک بھی زیادہ کیا یا کم تو طواف وسعی فاسد۔

کیفیت: اگر طواف احرام باندھنے سے پہلے ہی کر لیا یا سعی طواف سے پہلے کر لی تب بھی حج صحیح نہیں۔

زمان: اگر عمداً عرفات میں ۹ ذی الحجہ کے علاوہ کسی وقت وقوف کیا تب حج درست نہ ہوگا۔

مکان: بیت اللہ یا صفا ومروہ کے علاوہ کا طواف کیا یا عرفہ کے علاوہ کسی اور جگہ وقوف کیا تو حج صحیح نہیں۔

روزہ:

یہ ایک مشروع عبادت ہے، اللہ تعالیٰ ورسول ﷺ کا حکم موجود، اللہ کا حکم ہے۔

﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ.﴾ (البقرة: ١٨٢)	اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے (امتوں کے) لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، اس توقع پر کہ تم (روزہ کی بدولت رفتہ رفتہ) متقی بن جاؤ۔

”اور رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو، اگر ابر وبادل ہوں، اور تم کو صحیح پتہ نہ چلے تو پھر شعبان کے تیس دن پورے کر لو۔“ [متفق علیہ]

تو کیا بندہ کو اختیار ہے کہ جس طرح چاہے روزہ رکھ لے؟ ہرگز نہیں، بلکہ چار حیثیات کا خیال ضروری ہے، کمیت اگر انتیس یا تیس سے کم روزے رکھے یا ایک دو دن زیادہ کر دیئے تو روزہ صحیح نہیں ہوگا۔ کیونکہ کمیت یعنی عدد کا لحاظ نہیں رکھا گیا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ولتکملوا العدة.﴾(البقرۃ) تاکہ تم یہ تعداد پوری کرسکو۔

کیفیت: اگر رات میں روزہ رکھا اور دن کو افطار کیا تب بھی صحیح نہیں۔

وقت: اگر شعبان یا شوال میں رمضان کو چھوڑ کر روزہ رکھا تب بھی غلط۔

مکان: یعنی روزہ رکھنے کے قابل ہونا۔ اگر حائضہ یا نفاس نے روزہ رکھا تو اس کا روزہ بھی ہوگا۔ اسی طرح تمام عبادات کا معاملہ ہے، تب ہی سہی ہوسکتی ہیں اور اسی وقت قبول ہوں گی ذیل کی تمام شروط کو ملحوظ رکھا جائے۔

(۱) ۔ وحی ربانی نے ان کو مشروع کیا ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

''جس نے کوئی ایسا کام کیا جو ہمارے دین میں نہیں تو وہ مقبول نہیں۔'' [رواہ مسلم]

(۲) نیت خالص اللہ کے لیے ہو، غیر اللہ کو اس میں ذرہ برابر بھی شامل نہ کرے۔

(۳) اس کو صحیح طریقے پر چاروں حیثیات کا لحاظ کرتے ہوئے ادا کرے، کیت، کی زمان ومکان۔

اے برادر مسلم: اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ بدعت باطل اور ضلالت ہے باطل اس۔ روح کو اس سے جلا نہیں مل سکتی، کیونکہ وہ شریعت میں نہیں ہے۔

یعنی نہ اللہ کا حکم ہے نہ رسول اللہ ﷺ کا، ضلالت وگمراہی اس لیے کہ کرنے والے سے گمراہ اور ایسے مشروع عمل سے دُور کر دیا جس سے نفس کی صفائی ہوتی اور اللہ تعالیٰ کی سے اجر وثواب ملتا ہے۔

تنبیہ: برادر مسلم یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ کتاب اور سنت سے عبادت پر کبھی بدعت کا رنگ یا زمانے کا زنگ اس کی کیت، کیفیت، زمان ومکان پر لگ جاتا پھر وہ اپنا اثر کھو دیتی ہے اور کرنے والا کسی اجر کا مستحق نہیں ہوتا، مثال کے طور پر ذکر کتاب سے مشروع ومطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا.﴾ (الاحزاب:) اے ایمان والو! اللہ کو خوب کثرت سے یاد کرو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

"جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا اس کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے۔" [رواہ بخاری ومسلم]

اس کے ثبوت کے باوجود بہت سے لوگوں کے یہاں اس میں بدعت کا رنگ آ گیا اور اس نے ان کے عمل کو خراب کر دیا۔ اس کے فوائد تزکیہ نفس، طہارت، روح اور اس پر جو ثواب اور رضاء الٰہی ملتی اس سے اس کو محروم کر دیا۔ کیونکہ بعض لوگ ایسے الفاظ سے ذکر کرتے ہیں جن کا ثبوت نہیں، جیسے صرف اللہ، اللہ، اللہ یا صرف ہو، ہو، ہو، یا صرف یا لطیف، یا لطیف، یا لطیف کو دسیوں مرتبہ کہنا اور کچھ مانگنا نہیں یا پھر بعض لوگ طاؤس ورباب کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ یا جیسے بعض لوگ مسنون الفاظ مثلاً "لا الہ الا اللہ" وغیرہ سے یک جا و یک آہنگ ہو کر ذکر کرتے ہیں۔ جس کا ثبوت نبی اکرم ﷺ سے نہیں نہ آپ نے اس کا حکم دیا اور نہ اجازت تو عبادت ذکر ایک عظیم الشان اور فضیلت والی عبادت ہے، لیکن جب اس کمیت، کیفیت میں بدعت کا اثر آ گیا تو اس کا اثر ختم، اور کرنے والا اجر وثواب سے محروم ہو گیا۔

محترم قاری: اس مفید مقدمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بندہ جو بھی عبادت اور جو ثواب کا کام کرے تا کہ اللہ کے غیظ وغضب سے بچ کر اس کے فضل وکرم اور ہمیشہ کی نعمتوں سے سرفراز ہو اور اسے دنیاوی فضائل اور کامیابی حاصل ہو تو وہ صرف مشروع عبادت سے ہی مل سکتی ہے یعنی جس کا حکم اللہ نے اپنی کتاب یا اپنے رسول کی زبانی دیا ہو، یا پھر اس کی فضیلت واہمیت بیان کی ہو، اور پھر اسی عبادت کی حیثیات اربع (چاروں) کمیت، کیفیت، وقت ومکان کا پورا پورا لحاظ رکھ کر مومن بندہ ادا کرے اور ساتھ ہی نیت خالص اللہ کے لیے کرے۔ ان شاء اللہ کامیابی ہو گی۔

اگر وحی رُبانی سے اس عبادت کا ثبوت نہیں تو وہ بدعت ہے، اگر ثبوت ہے لیکن حیثیات اربع میں سے کوئی بھی اس کے کرنے میں نہ پائی گئی، یا اس میں بدعت شامل ہو گئی تو یہ بیکار و فاسد عباذت ہے، اور اگر اس میں شرک کا شائبہ بھی آ گیا پھر تو یہ عبادت باطل اور اعمال کو باطل کرنیوالی ہے، جس سے نہ کسی نفع کی امید نہ کسی ضرر کے دور ہونے کی توقع۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدعت اور سنت

بدعت کی تعریف کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سنت کی تعریف بیان کی جائے۔ کیونکہ سنت کا تعلق کرنے سے ہے اور بدعت کا نہ کرنے سے، اور جو کام کیا جائے وہ مقدم ہوتا ہے، اس پر جو چھوڑا جائے اور اس لیے بھی کہ سنت کی تعریف معلوم ہونے کے بعد بدعت خود بخود معلوم ہو جائے گی۔

سنت

لغت میں اس کے معنی ہیں وہ راستہ جس پر چلا جائے۔ جمع اس کی سنن ہے، شریعت میں ہر وہ نیکی و بھلائی کا کام جو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے اپنی امت کو بتایا اور وہ تمام اخلاق و فضائل جن کی آپ نے دعوت دی تاکہ ان سے آراستہ ہو کر کمالات وسعادت حاصل ہو۔

اگر وہ کام ایسا ہے جس کے کرنے اور اس پر پابندی کا حکم دیا ہی تو یہ واجبات ہیں۔ جن کا چھوڑنا مسلمان کے لیے جائز نہیں۔ اس کے علاوہ مستحبات ہیں جن کے کرنے والے کو ثواب اور چھوڑنے والے پر کوئی عتاب نہیں۔

عزیز قاری: جس طرح نبی کریم ﷺ کے قول سے کسی کام کا ثبوت ہوتا ہی اسی طرح آپ کے فعل اور تقریر سے بھی ثبوت ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے کوئی کام کیا اور پابندی کی تو یہ بھی امت کے لیے سنت ہے، سوئے اس کے کہ کوئی ذلیل مل جائے کہ یہ آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے جیسے مسلسل روزہ رکھنا وغیرہ۔

تقریر

آپ ﷺ نے کسی چیز کے بارے میں سنایا اس کو صحابہ رضی اللہ عنہم کو کرتے ہوئے دیکھا اور ایسا کئی مرتبہ ہوا اور پھر اس پر آپ نے منع نہیں فرمایا تو یہ کام سنت ہے۔ آپ کی تقریر سے اگر اس کا کرنا یا دیکھنا یا سننا کئی بار نہ ہوا ہو تو وہ سنت نہ ہوگا: کیونکہ سنت کا لفظ مشتق ہے۔ تکرار سے اور یہ ماخوذ ہے۔ ''سن السکین'' سے یعنی چھری کا کئی بار رگڑنا تاکہ خوب تیز ہو جائے ایسی کہ جسم میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھستی چلی جائے اور کاٹ کر رکھ دے۔ جو کام آپ ﷺ نے ایک مرتبہ کیا اور پھر اس کو نہیں کیا وہ سنت نہیں مثال کے طور پر ایک مرتبہ ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کے درمیان بغیر عذر (مرض بارش وغیرہ کے جمع کیا، اس لیے ہی ایسا کرنا سب مسلمانوں کے نزدیک سنت نہیں۔)

جو کام آپ کے سامنے ایک مرتبہ کیا گیا اور آپ اس پر خاموش رہے تو یہ بھی مسلمانوں کے لیے سنت نہیں ہوگا۔ جیسا کہ آتا ہے کہ آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک سفر پر گئے ہوئے تھے، تو ایک خاتون نے ''نذر'' مانی کہ اگر آپ ﷺ خیر وعافیت سے واپس تشریف لے آئے تو آپ کی واپسی پر آپ ﷺ کے گھر ''دف'' بجائے گی اور پھر اس عورت نے ایسا کیا [1] اور آپ نے روکا بھی نہیں لیکن یہ سنت نہ ہوگا کیونکہ ایسا پھر کبھی نہ ہوا۔

اور جو کام آپ نے کئی بار کیا تو وہ سب مسلمانوں کے لیے بالاتفاق سنت ہے۔ مثلاً: فرض نماز کے بعد لوگوں کی طرف منہ کر کے آپ ﷺ کا صف کے درمیان بیٹھنا اس طرح بیٹھنے کا آپ ﷺ نے حکم نہیں دیا لیکن صدہا مرتبہ اس کو کیا تو یہ ہر امام کے لیے سنت ہے اور جس کام کو آپ ﷺ نے کئی بار ہوتا ہوا دیکھا یا اس کے سلسلے میں سنا اور پھر اس پر خاموشی اختیار کی تو وہ بھی سنت ہے جیسے جنازہ کے سامنے اور پیچھے چلنا، آپ ﷺ نے کئی مرتبہ دیکھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کچھ پیچھے چلتے ہیں اور کچھ آگے لیکن آپ ﷺ نے کبھی اس پر ان کو ٹوکا نہیں بلکہ خاموش رہے تو یہ تقریر ہے اسی لیے جنازہ کے پیچھے اور آگے چلنا خلاف سنت نہیں ہے۔

برادر مسلم: یہ ہے سنت نبوی، اس کو ہمیشہ یاد رکھو اور ساتھ ہی خلفاء راشدین ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم کی سنت کو بھی ملا لو۔ کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے میری اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تھامو اور اس کو دانتوں سے پکڑ لو۔

---

[1] یہ قصہ ابوداؤد اور ترمذی میں ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدعت

بدعت سنت کی ضد ہے یہ مشتق ہے ابتداع الشئی سے ہی کسی چیز کو بغیر سابق نظیر کے ایجاد کرنا اور یہ شرع کے عرف میں ہر وہ کام ہے، چاہے اس کا تعلق اعتقاد سے ہو یا قول و فعل سے ہو، جو اللہ تعالیٰ نے نہ تو اپنی کتاب میں بتایا اور نہ رسول ﷺ کی زبانی بتایا گیا، دوسرے آسان الفاظ میں بدعت ہر وہ دینی کام ہے جو نہ تو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھا اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں جس سے مقصود عبادت ہو یا اسے تقرب الٰہی کا ذریعہ سمجھا جائے، اعتقاد ہو یا قول و فعل ہو اور چاہے اس پر کتنے ہی نیکی کے پردے ڈال دیئے جائیں اور دینی شعار اور قربت و اطاعت کی علامت سمجھا جائے۔

ذیل میں چند مثالیں اعتقادی، قولی و عملی بدعت کی ذکر کرتے ہیں، تا کہ بدعت کی حقیقت اچھی طرح معلوم ہو جائے۔ (اور رہا تعلق ہدایت کا اللہ ہی جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے)

واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم.

اعتقادی بدعت کی مثال

بہت سے مسلمانوں کا یہ اعتقاد کہ صلحاء بزرگوں کے دنیا میں دیوان ہیں، جو کہ خفیہ حکومت کے مشابہ ہیں اور ان میں اوامر و حکم صادر ہوتے ہیں یعنی کسی کو عہدہ دینا، کسی کو معزول کرنا، دینا لینا، نفع و نقصان کا فیصلہ وغیرہ صادر ہوتا ہے اور ان کے مناصب پر قطب و ابدال ہیں، اور ان سے (رجال الدیوان، یا اھل التعریف) وغیرہ الفاظ سے بہت سے لوگوں کو فریاد رسی اور دعا کرتے ہوئے سنا گیا۔

نمبر (۱): اسی طرح یہ اعتقاد کہ اولیاء کی روحیں ان کی قبروں کے آنگنوں میں ہیں۔ جو بھی ان کی زیارت کرتا ہے وہ اس کی سفارش کرتے ہیں اور اس کی ضروریات پوری کرتے ہیں، اسی لیے ان کے پاس اپنی ضروریات پہنچاتے ہیں تا کہ وہ سفارش کریں اور کہتے ہیں جس کو کسی مشکل امر کا سامنا ہو وہ قبر والوں سے مدد حاصل کرے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر (۲): اور اسی طرح یہ اعتقاد رکھنا کہ بزرگ غیب جانتے ہیں اور لوح محفوظ کا براہ راست مطالعہ کرتے ہیں اور پھر اس میں وہ تصرف بھی کرتے ہیں، چاہے وہ زندہ ہوں یا مردہ۔ اسی لیے ان کے لیے جشن منائے جاتے ہیں، لوگ نذریں نیازیں مانتے ہیں اور ان کے ہر سال مخصوص ایام میں مخصوص رسوم کے ساتھ عرس مناتے ہیں۔

یہ اور ان کے علاوہ بہت سی اعتقادی بدعات جن کا نہ تو رسول اللہ ﷺ کے پاک زمانے میں پتہ چلتا ہے اور نہ ہی صحابہ کرام کے دور میں ان کا سرا ملتا ہے اور نہ ہی قرون اولیٰ میں جن کے بارے میں نبی ﷺ کا فرمان ہے ''تم میں سب سے بہتر لوگ میرے زمانے کے ہیں اس کے بعد جو لوگ آئیں گے'' اور اس کے بعد جو لوگ ہوں گے اس میں اس کا وجود ملتا ہے (صحیح مسلم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قولی بدعت کی مثال

اللہ سے مانگنا بحق فلاں، بجاہ فلاں کے الفاظ سے اس پر کچھ لوگوں نے عمل کیا، پھر سب چھوٹے بڑے، اول وآخر جاہل وعالم تک اس کی تقلید کرنے لگے اور اس کو عظیم الشان اور بڑے وسائل میں سے شمار کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ اس پر وہ دیتا ہے جو دوسرے طریقے سے نہیں دیتا اور اگر کسی نے اس سے روکنے کی جرأت کر دی تو پھر اس پر قیامت ٹوٹ پڑے گی وہ خارج از دین، دشمن اولیاء وصالحین قرار پائے گا۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ قولی بدعت جس کو وسیلہ کا نام دے دیا گیا ہے۔ نہ تو رسول اللہ ﷺ کے عہد پاک میں تھی اور نہ ہی سلف صالحین کے دور میں اور نہ کتاب وسنت سے ثابت ہے اس سلسلہ میں قرین وقیاس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ متشدد باطنیوں میں سے زنادقہ کی کارکردگی ہے کہ مسلمانوں کو ان مفید ترین اسباب سے روک دیا جائے جس سے ان کی تکلیفیں دور اور حاجتیں پوری ہوں، جیسے نماز، صدقہ، روزہ، اور ماثور و مسنون دعائیں اور ذکر واذکار۔

قولی بدعات میں سے وہ بھی ہے جو کہ اکثر صوفیا کے یہاں، حضرت الذکر'' کے نام سے معروف ہے۔ کبھی لفظ ہو ہو حی اور اللہ، اللہ بلند آواز کھڑے کھڑے گھنٹہ دو گھنٹہ کہتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ بعض کو بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔

اور اس کیفیت میں بعض نامناسب کلمات اور کبھی کفریہ الفاظ بھی زبان سے نکال دیتے ہیں، ان میں سے ایک نے اپنے بھائی کو مدہوشی و بے شعوری کے عالم میں مار ڈالا۔

اسی طرح وہ اجتماعات جن میں مرد اور داڑھی منڈے نعتیں اور قصیدے پڑھتے ہیں۔ طبلہ و تاشہ اور سارنگیاں بجتی ہیں قسم اللہ پاک کی یہ سب چیزیں نہ تو رسول اللہ کے زمانے میں تھیں اور نہ صحابہ کرام کے دور میں، یہ سب زنادقہ اور دین اسلام کو تباہ اور امت اسلامیہ کو برباد کرنے والوں کی حرکتیں ہیں تاکہ مسلمانوں کا رخ مفید و نفع بخش چیزوں کی بجائے مضر اور ایذا رساں کی طرف اور سنجیدگی و معقولیت کی بجائے لہو لعب اور مزاح کی طرف کر دیا جائے۔ العیاذ باللہ.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فعلی بدعت کی مثال

قبروں پر تعمیرات کرنا اور خاص طور پر جن کو بزرگ سمجھا جاتا ہو ان کی قبروں پر گنبد بنانا، ان کی قبروں کی زیارت کے لیے سفر کرنا اور وہاں ٹھہرنا، وہاں گائے بکرا ذبح کرنا، کھانا تقسیم کرنا، ان سب چیزوں کا نہ تو رسول اللہ ﷺ کے یہاں پتہ ہے اور نہ آپ کے صحابہ کے یہاں۔

اسی طرح بعض لوگوں کا مسجد حرام اور مسجد نبوی سے الٹے پاؤں نکلنا تاکہ بیت اللہ شریف یا قبر نبوی کی طرف پیٹھ نہ ہو، اس بدعت کا بھی صدر امت میں پتہ نہیں لگتا، بلکہ یہ غالی و متشدد لوگوں کی پیداوار ہے۔

اسی طرح بزرگوں کی قبروں پر لکڑی کے تابوت رکھنا اس کو قیمتی قسم کے حریر کا غلاف پہنانا، قبر کو دھونی دینا اور عود و بتیاں جلانا بھی بدعت ہے۔

مکرم قاری: یہ اعتقادی، قولی و عملی بدعات کی وہ چند مثالیں ہیں جو عبادت میں پائی جاتی ہیں۔ اسی طرح معاملات میں بھی بدعات ہیں جیسے زانی کو زنا کی حد قائم کرنے کی بجائے قید کرنا، اسی طرح چور کا ہاتھ کاٹنے کی بجائے قید کرنا اور اس کو مارنا اسی طرح گھروں، سڑکوں اور بازاروں میں گانوں کو رواج دینا اور ان کو عام کرنا جب یہ بات معلوم ہے کہ اس طرح کے فحش گانوں اور بے جا مدح پر مشتمل اشعار کا پتہ سلف صالحین کے یہاں نہیں ملتا۔

عملی بدعات میں سے سود کا لین دین، اس کا اعلان اور اس پر نکیر نہ کرنا، اسی طرح عورتوں کا بے پردہ بناؤ سنگھار کے ساتھ نکلنا عام و خاص جگہوں پر مردوں سے اختلاط کرنا یہ سب کی سب بہت ہی بدنما، خراب، امت اسلامیہ کو زوال پذیر اور نیست و نابود کرنے والی چیزیں ہیں اور ان سب کے آثار امت اسلامیہ پر خوب اچھی طرح ظاہر ہیں۔ نہ کسی دلیل کی ضرورت ہے اور نہ کسی وضاحت و تشریح کی۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔ ①

● اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم لاحول ولاقوة. ان مواقع پر کیوں کہتے ہیں تو ہم اپنا درد و غم دور کرنے کے لیے کہتے ہیں، کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ولاحول ولا قوة ننانوے بیماریوں کی دوا ہے۔ سب سے معمولی غم ہے۔ (ابن ابی الدنیا وحسنہ السیوطی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدعت اور مصالح مرسلہ میں فرق

برادرانِ ملت! یہ بات معلوم ہونا چاہیے کہ تشریع اسلامی جس کے اندر نفع، نفس وروح کا تزکیہ اور مسلمانوں کو دنیا وآخرت کے کمالات وسعادت دینے کی صلاحیت موجود ہے اور وہ تشریع جو صرف اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا ہی حق ہے اس کے اندر کچھ لوگوں نے بدعت حسنہ کے نام سے مداخلت کر کے ایسی بدعات گھڑ لیں جن سے کئی سنتوں کا خاتمہ ہوا، اور وہ امت جس کے پاس قرآن وسنت کی مشعل ہے اس کو بدعات کے دریا میں غرق کر دیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں ملت اسلامیہ طریقِ حق اور سیدھی راہ سے بھٹک گئی۔ یہ آپس میں دست وگریبان مذاہب اور مختلف و متفرق طرق اسی انحراف کی دینی بدعات کو اچھا سمجھ لینے کا نتیجہ ہے۔ بدعت پر حسن کا پردہ ڈال دینا کہ آدمی بدعات کو ایجاد کرے جو کہ سنن کی ضد ہیں اور پھر ان کو نام دے حسنہ کا اور ان بدعات کی اشاعت کرتے وقت بدعت حسنہ کا نام لے تا کہ اس کی بات مان لی جائے اور وہ بدعت لوگ اختیار کر لیں تا کہ یہ شارع علیہ السلام کی مخالفت ہے کہ بدعت حسنہ کہا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے (ہر بدعت ضلالت ہے اور ہر ضلالت کا انجام آگ ہے۔) (متفق علیہ)

بڑے ہی افسوس کا مقام ہے کہ تشریع اسلامی میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے حق پر اس سوچی سمجھی گمراہی کا بہت سے علماء بھی شکار ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ بدعت، اس پر احکام شرعیہ خمس کا مدار ہے یعنی (۱) واجب (۲) مستحب (۳) اباحت (۴) کراہت (۵) اور حرمت۔

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دھوکہ کو سمجھا اور اس تقسیم کا ”اور دین اسلام میں بدعت حسنہ کے وجود کا انکار کیا ان کا قول ملاحظہ فرمایئے۔

بدعت کی حسنہ اور سیئہ کی تقسیم اور اس پر احکام خمسہ کا جاری کرنا من گھڑت بات ہے، جس پر نہ کوئی دلیل ہے، نہ کوئی حجت، کیونکہ بدعت کی حقیقت ہی یہ ہے کہ اس پر نہ نصوص صریحہ میں اور نہ اصول میں کوئی دلیل شرعی ہو، اگر کوئی دلیل ایسی شریعت میں ہوتی جو وجوب، استحباب اور اباحت پر دلالت کرتی ہے تو پھر بدعت کا وجود ہی نہ ہوتا، اور اس پر عمل کرنا ایسا ہی ہوتا جیسا کہ ماموارت پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمل کرنا ہوتا ہے۔ اس میں اختیار ہوتا ہے تو ان چیزوں کے درمیان جمع کرنا اور یہ بیان کرنا کہ اولہ اس کے وجوب یا استجاب یا اباحت پر دلالت کرتے ہیں اسے دو متناقض چیزوں میں جمع کرنا ہے۔

قاری محترم: آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ امام شاطبی کتنی شدت سے اس بات کی تردید کرتے ہیں کہ بدعت میں حسنہ اور سیئہ کی تقسیم ہو، جب کہ رسول اللہ ﷺ اس کو ضلالت فرماتے ہیں اور ان لوگوں کی کیسی تردید کی جو اس غلط فہمی میں ہیں کہ بدعت پر احکام خمسہ جاری ہوتے ہیں! یعنی واجبات، مستحبات، مباحات، مکروہ وحرام، کیونکہ اگر اس پر کوئی شرعی دلیل ہوتی تو پھر بدعت ہی کیوں ہوتی بدعت کی تو تعریف ہی یہ کہ جس پر کتاب وسنت اجماع وقیاس میں سے کوئی بھی دلیل نہ ہو اور اگر اس کی کوئی بھی دلیل شرعی ہے تو پھر وہ دین وسنت ہے، نہ کہ بدعت اس کو اچھی طرح سمجھ لیجئے۔

اور اگر آپ کے ذہن میں یہ سوال آ رہا ہے کہ بڑے وفاضل قرآن جیسے علماء سے یہ غلطی کیسے ہوئی اور انہوں نے احکام خمسہ کا بدعت پر جاری ہونے کا دعویٰ کیسے کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا سبب غفلت اور مصالح مرسلہ کا بدعات محدثہ سے مشتبہ ہونا ہے، اس کی تفصیل یہ ہے۔

مصالح مرسلہ

مصالح جمع ہے مصلحہ کی۔ مصالح مرسلہ وہ ہے جس سے کوئی نفع وخیر حاصل ہوتی ہو یا کوئی ضرر وشر دور ہوتا ہو اور شریعت میں نہ اس کا ثبوت ہو اور نہ اس کا انکار (مرسلہ) یعنی شریعت میں اس کا کوئی تعین نہیں کہ اس کا اعتبار کیا جائے یا اس کو چھوڑ دیا جائے۔ اسی لیے بعض لوگوں نے مصالح مرسلہ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

مصالح مرسلہ: ہر وہ منفعت جو شریعت کے مقاصد میں داخل ہو جائے۔ چاہے شریعت میں اس کی کوئی نظیر نہ ہو کہ اس کو لیا جائے یا اس کو نہ لیا جائے، مقاصد شریعت میں داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ ''جلب منافع اور دفع مضرات'' کے اصول پر قائم ہے۔ پس ہر وہ چیز جس سے مسلمان کو فائدہ ہو یا کسی مضرت کا ازالہ ہو وہ اس کی لیے جائز ہے بشرطیکہ وہ ایسی چیز نہ ہو جس کو شریعت نے کسی ظاہری یا مخفی نقصان کی بناء پر ممنوع کر دیا ہے۔ اب کسی عورت کو یہ حق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کہ مالی منفعت کو دلیل بنا کر زنا کرے کیونکہ اس ذریعے کو شریعت نے لغو و باطل قرار دے دیا ہے۔ اسی طرح کسی مرد کو یہ استحقاق نہیں کہ مال حاصل کرنے یا اپنا کوئی بھی نجی کام نکالنے کے لیے جھوٹ، خیانت یا سود کا استعمال کرے کیونکہ ان مصالح کو شریعت نے ممنوع کر دیا ہے اور ان کا اعتبار نہیں کیا۔ کیونکہ یہ دو بڑے مقاصد روح و بدن کی سعادت کے منافی ہے۔ اس کی مثال جس کا شریعت نے اعتبار کیا ہے، گانجے کی حرمت ہے اگرچہ اس کی حرمت پر نص صریح نہیں لیکن وہ شراب کی حرمت میں داخل ہے تو اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تحریم گانجہ مصالح حرسلہ میں سے ہے۔ اس لیے کہ شریعت نے مضرت کی بنا پر شراب کو حرام کر دیا ہے اور گانجہ بھی ایسا ہی ہے تو یہ اعتبار شرعی سے حرام ہے نہ کہ مسلمان سے شر کو دفع کرنے کی مصلحت کی بناء پر۔ اسی طرح مفتی کا کفارے کے حکم میں مال دار کو روزے رکھنے کا حکم دینا اس لیے کہ غلام آزاد کرنا یا کھانا کھلانا اس کے لیے بہت آسان ہے اور مصلحت شرعی کے پیش نظر ہے۔ مالدار اور اہل ثروت قسم توڑنے پر جری نہ ہو جائیں۔ اس لیے مالدار پر روزہ رکھنا ہی لازم قرار دیا جائے گا تو یہ مصلحت باطل ہے کیونکہ شریعت نے اس کو باطل قرار دیا ہے اور مصالح مرسلہ وہ ہیں جن کی نظیر اعتبار و الغاء کے لحاظ سے شریعت میں نہ ہو اور یہاں شریعت میں اس کا ابطال موجود ہے کہ روزے کی اجازت غلام آزاد کرنے اور کھانا کھلانے کی استطاعت نہ ہو تو دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ أَهْلِيْكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ. ﴾ (المائدة: ۸۹)

سو اس کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا دینا ہے، اوسط درجہ کا جو اپنے گھر والوں کو دیا کرتے ہو یا ان کو کپڑا دینا، یا ایک گردن (یعنی ایک غلام یا لونڈی) آزاد کرنا اور جس کو مقدور نہ ہو تو تین دن کے روزے ہیں۔

اور اس کفارۂ یمین کی طرح ہی رمضان میں دن میں جماع کرنے کا کفارہ ہے۔ مفتی کو یہ استحقاق نہیں کہ مالدار کے لیے غلام آزاد کرنے یا کھانا کھلانے کی بجائے روزہ رکھنے کا ہی فتوی صادر کرے۔

مخالفین ... ہیں یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصالح ضروریات (حاجات) کمالیات میں ہوتی ہے۔ ضروریات یعنی اس چیز میں جو فرد یا جماعت کی زندگی کے لیے ضروری ہے یا ایسی چیزیں جو فرد یا جماعت ہے یا وہ چیزیں ضروری بھی نہیں اور ضرورت بھی نہیں لیکن صرف کمالیات و جمالیات سے اس کا تعلق ہے۔

مثال کے طور پر قرآن کریم کی کتابت اور اس کو ابو بکر و عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں یکجا کر دینا۔ یہ بدعت نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق مصالح مرسلہ سے ہے کیونکہ قرآن مجید کی حفاظت اور کمی اور زیادتی سے اس کو محفوظ رکھنا قیامت تک کے لیے مسلمانوں کے فرائض میں سے ہے۔ جب اس کے ضائع ہونے کا خطرہ محسوس ہوا تو اس کی حفاظت کی تدابیر پر غور و فکر کیا گیا اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ اس کو یکجا کر لیا جائے اور اس کی کتابت ہو جائے۔ تو یہ مصالح مرسلہ میں سے ہے کیونکہ اس کی نظیر شریعت میں اعتبار و الغاء کے لحاظ سے نہیں بلکہ یہ شریعت کے عام مقاصد کے ضمن میں داخل ہے۔ اب کسی کو بدعت حسنہ یا سیۂ کہنے کا حق نہیں بلکہ یہ ضروری مصالح میں سے ہے۔

ضرورت کی مثال

جیسے مسجد میں قبلہ رخ محرابیں بنانا جب کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں مساجد کے اندر محرابیں نہیں ہوتی تھیں بلکہ جب اسلام پھیلا اور مسلمانوں کی کثرت ہوئی تو جب کوئی مسجد میں داخل ہوتا اور اس کو قبلہ کا علم نہ ہوتا تو قبلہ کے بارے میں دریافت کرتا لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا کہ مسجد میں کوئی نہیں تو ضرورت محسوس ہوئی کہ قبلہ کے رخ مسجد میں طاقیں بنادی جائیں تاکہ اجنبی شخص کو بھی قبلہ رُخ معلوم ہو جائے۔

اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جمعہ کے دن اذان اول کا اضافہ کرنا، کیونکہ جب مدینہ منورہ کی آبادی پھیل گئی اور یہ اسلام کی راجدھانی بن گیا۔ بازاروں مکانوں کا بھی پھیلاؤ بہت ہو گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مناسب سمجھا کہ نماز کے وقت سے کچھ پہلے اذان دے دی جائے تاکہ لوگ خرید و فروخت، لین دین کی مشغولیت میں متنبہ ہو جائیں اور جب آ جائیں اور وقت ہو جائے تو موذن اذان دے، خطبہ ہو اور نماز پڑھائی جائے تو یہ بدعت نہیں کیونکہ نماز کے لیے اذان مشروع ہے (کبھی صبح کی نماز کے لیے بھی دو اذانیں دی جاتی ہیں) بلکہ یہ مصالح مرسلہ کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب سے ہے۔ اس لیے کہ اس میں مسلمانوں کا فائدہ ہے۔ اگرچہ ضروری نہیں بلکہ نماز کے وقت کا قرب معلوم ہو گیا جس میں ان کو حاضر ہونا واجب ہے تو یہ فائدہ ہے اسی طرح محراب کا مسئلہ ہے اور دونوں مسئلے مقاصد شرع میں داخل ہیں، اس لیے ان کو مصالح مرسلہ کے باب سے کہنا درست ہے پہلے کا تعلق ضروریات سے ہے اور دوسرے کا کمالیات و جمالیات سے اور انہی مصالح مرسلہ میں سے جس میں بعض اہل علم کو مغالطہ ہوا اور جس بنا پر یہ دعویٰ کیا کہ یہ بدعت حسنہ ہے اور پھر اسی بناء پر بہت سی منہی عنہ بدعات کو قیاس کر کے ان کی تعمیر کر ڈالی، وہ ہے مسجدوں میں ماذن (اذان کی جگہ) اور منارے بنانا، گردونواح میں موذن کی آواز پہنچانے اور نماز کے وقت کا آجانے یا قرب کی اطلاع کی غرض سے اور اسی طرح لاؤڈ اسپیکر خطبہ اور امام کی قرأت اور آواز سننے کے لیے استعمال کرنا۔

اسی طرح مکاتب میں حفظ قرآن کے لیے یکجا تعلیم یہ سب مصالح مرسلہ میں داخل ہیں، جن کی شرع میں نظیر الغاء و اعتبار کے لحاظ سے نہیں ملتی لیکن مقاصد عامہ کے ضمن میں داخل ہیں، تب اس کو بدعت حسنہ کہنے کا کسی کو حق نہیں اور نہ ہی جن چیزوں کو رسول اللہ ﷺ نے بدعت فرمایا ہے اس پر قیاس کرنا صحیح ہے۔

خلاصۂ کلام

یہ ہے کہ مصالح مرسلہ بدعات کے علاوہ ہے۔ مصالح مرسلہ فی نفسہ مقصود و مطلوب نہیں ہوتی بلکہ ان سے کسی واجب کی حفاظت یا اس کی ادائیگی یا کسی مضرت کا دفع کرنا۔ اس سے بچنا مقصد ہوتا ہے اور بدعت کے معنی تو یہ ہیں کہ وہ شرع اللہ کے بالمقابل مقصود بالذات ایک چیز ہوتی ہے جو جلب منفعت یا دفع مضرت کے وسیلہ کے طور پر استعمال نہیں ہوتی۔

اور تشریع مقصود بالذات صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے کیونکہ ماسوا، کوئی ایسی عبادت وضع (بنائی) ہی نہیں کر سکتا جو انسانی نفوس کو پاک اور ان کا تزکیہ کرے اور نہ ہی انسان کے اندر اس کی اہلیت اور صلاحیت ہے۔ اس لیے انسان اپنی حدود میں رہتے ہوئے جو اس پر واجب ہے وہ کرتا رہے اور جو اس کو چھوڑتا ہے اس سے اجتناب کرے اسی میں اس کی بھلائی اور سلامتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عام میلاد اوران کی شرعی حیثیت

میلاد شریف کا مفہوم تمام اسلامی دنیا میں تقریباً ایک ہی ہے۔فرق یہ ہے کہ ہر اسلامی ملک میں میلاد کا لفظ استعمال نہیں ہوتا۔مغرب اقصیٰ (مراکش) والے اس کو موسم کہتے ہیں۔مثلاً کہا جاتا ہے''موسم مولائی ادریس'' وغیرہ۔اہل مغرب اوسط (جزائر) اس کو''ذردہ'' کہتے ہیں۔جیسے ذردہ سیدی ابی الحسن الشاذلی وغیرہ۔مصر اور شرق اوسط میں عموماً مولد یا میلاد کہا جاتا ہے،مولد سیدہ زینب یا میلاد سید بدوی وغیرہ۔

مغرب والوں نے موسم اس لیے نام رکھا کہ سال میں ایک دفعہ خاص موسم میں کرتے ہیں۔جزائر والوں نے اس لیے ذردۃ نام دیا کہ جو ولی کے نام پر جانور ذبح کیے جاتے ہیں وہاں پکائے جاتے ہیں اور کھائے جاتے ہیں۔

اور بعض لوگوں نے''حضرۃ'' نام دیا کیونکہ ان کے خیال کے مطابق (اوران کا یہ خیال باطل ہے کہ) ولی کی روح اس میں آتی ہے یا پھر برکت کا نزول ہوتا ہے یا پھر اس مناسبت سے وہی لوگ جمع ہوتے ہیں اور قیام کرتے ہیں۔

یہاں تک تو بات وجہ تسمیہ کی تھی اور جو جو اعمال میلاد میں کیے جاتے ہیں وہ کماً وکیفاً ہر ملک والوں کی عقل وفہم غنا وفقر کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں لیکن سب میں مشترک چیزیں یہ پائی جاتی ہیں۔

① جس ولی یا سید کے نام پر موسم یا ذردہ یا میلاد و حضرہ ہو رہا ہے اس کے نام پر نذریں چڑھانا اور ذبح کرنا۔

② اجنبی عورتوں اور مردوں کا باہم اختلاط۔

③ رقص وسرود ناچ ورنگ،گانا اور بجانا،طبلہ وتاشہ اور سارنگیاں۔

④ خرید وفروخت کے لیے میلوں کا لگنا۔یہ فی نفسہٖ مقصود نہیں ہوتے کیونکہ تاجر حضرات بڑے بڑے اجتماعات کو غنیمت سمجھتے ہیں اور اپنا سامان لے کر پہنچتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر بازار خوب گرم ہوتا ہے۔منیٰ اور عرفات کے بازاروں کے مناظر سب کے سامنے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ ولی وسید سے سوال کرنا فریادرسی کرنا، شفاعت ومدد کی طلب اور ہر وہ چیز جس کا ملنا مشکل ہورہا ہو اس کا سوال کرنا جو کہ شرک اکبر ہے۔(والعیاذ باللہ)

⑥ کہیں کہیں فحاشی اور شراب نوشی بھی ہوتی ہے لیکن یہ ہر ملک اور ہر میلاد میں عام طور پر نہیں ہوتی۔

⑦ حکومت کی ان موسم کے قیام میں نصرت ومدد کچھ آسانیاں دے کر یا کچھ نقدی یا پھر کھانے وغیرہ کا انتظام کر کے مغربی ملکوں میں فرانس ریل کے ٹکٹ کا کنسیشن کر دیا کرتا تھا۔اسی طرح معلوم ہوا کہ مصری حکومت بھی ایسا کرتی تھی اور عجیب اتفاق ہے کہ جنوبی یمن کی حکومت جو کہ خالص بلشفی ہے ان موسموں کی ہمت افزائی کرتی ہے۔

یہی وہ حکومت ہے جس نے اسلامی احکام،عقائد وعبادات کو ناپسند کیا لیکن ان موسموں میں کسی قسم کی ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا۔جس سے یہ بات معلوم ہوتی کہ ان موسموں کا مقصد اسلام کو نقصان پہنچانا۔اس پر حملہ کرنا اور مٹانا ہے۔

اس سے ان میلادوں،موسموں، ذردۃ وحضرۃ پر اسلام کا حکم معلوم ہو گیا کہ یہ ممنوع وحرام ہیں،ان میں سے نہ کوئی میلاد جائز اور نہ کوئی موسم وذردۃ وحضرہ مباح کیونکہ یہ بدعت ہے اور اسلامی عقیدہ کو ختم کرنے اور مسلمانوں کے حالات کو بگاڑنے کی بنیاد پر قائم ہے اور اس کی دلیل یہی ہے کہ باطل ان کی مدد کرتے ہیں اور ان کے شانہ بشانہ کھڑے نظر آتے ہیں۔اگر اس میں اسلامی روح کو بیدار کرنے اور مسلمانوں کے قلوب کو گرمانے کی صلاحیت ہوتی تو باطل وشرک حکومتیں ان کو مٹاتیں اور ان کے خلاف جنگ میں مصروف نظر آتیں۔

اس کے علاوہ غیر اللہ سے مانگنا،اور غیر اللہ کے نام پر نذریں چڑھانا ذبح کرنا،شرک وحرام کے سوا کچھ ہے؟ اور ان مواسم کی بنیاد ہی اس پر ہے۔اس طرح رقص وسرود اجنبی مردوں اور عورتوں کا اختلاط فسق اور حرام نہیں؟ اور ان عرسوں اور مواسم میں سے کوئی ایسا نہیں ہوتا جن میں یہ نہ ہو۔پھر یہ حرام کیوں نہ ہوں گے۔پھر سوال یہ ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین اور تابعین کرام نے اس کو کیا؟ نہیں اور ہر گز نہیں،پھر جو چیز رسول اللہ ﷺ کے ع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

میں اور صحابہ کرام کے دور میں دین نہیں تھی وہ آج دین کیسے ہوسکتی ہے؟ اور جو دین نہیں وہی بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے اور ہر ضلالت کا انجام آگ ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ گانے کا کیا حکم ہے کہ بعض اہل مدینہ اس میں رخصت کے قائل ہیں؟ آپ نے سائل سے پوچھا کیا گانا حق ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پھر حق کے بعد ضلالت کے علاوہ کیا رہ جاتا ہے یہ تمام کے تمام میلاد ان میں حق تو یقیناً نہیں اور جب حق نہیں تو باطل ہے کیونکہ حق کے بعد ضلالت ہی ہے۔

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم عبادت ہے۔ مسجدوں میں یا اغنیا کے گھروں میں اجتماعات سے جو کہ عموماً شروع ربیع الاول سے ۱۲ ربیع الاول تک ہوتے رہتے ہیں، جن میں سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حصہ پڑھا جاتا ہے، جیسے نسب شریف یا آپ کی ولادت کا قصہ، بعض آپ کی صفات خلقیہ اور خلفیہ، اور بارہ ربیع الاول کو عام جشن کا دن ہوتا ہے جس میں دستر خوان سجائے جاتے ہیں، مدارس ومکاتب میں تعطیل ہوتی ہے، بچے مختلف قسم کے کھیلوں کا مظاہرہ کرتے ہیں اور بھی رنگ برنگ کے لہو ولعب میں مشغول رہتے ہیں، یہ چیزیں بلاد میں ہم لوگوں کے ہاں معروف تھیں، لیکن جب مشرقی ممالک میں آنا ہوا تو معلوم ہوا کہ میلاد نام ہے ان اجتماعات کا جو مالداروں کے گھروں میں میلاد شریف کے عنوان پر منعقد کیے جاتے ہیں اور ان کے لیے ربیع الاول یا بارہ ربیع الاول کی تخصیص نہیں بلکہ کسی بھی موت وحیات خوشی ورنج کے موقع پر منعقد کرتے ہیں اور ان کی شکل یہ ہوتی ہے کہ جانور ذبح کیے جاتے ہیں کھانے پکتے ہیں اعزا واصدقاء اور کچھ فقراء کو مدعو کیا جاتا ہے پھر سب کے سب سماع کے لیے بیٹھتے ہیں ایک خوبرو وخوش لحن نوجوان کھڑا ہوتا ہے اور اشعار گاتا ہے اور نعتیں پڑھتا ہے اور سب کے سب اس کے ساتھ ساتھ درودیں دھراتے رہتے ہیں۔ پھر قصہ ولادت پڑھتا ہے؟ یہاں تک کہ وضع حمل کا ذکر آتا ہے کہ حضرت آمنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مختون وضع کیا۔ تو سب کے سب تعظیم وتکریم میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور بہت ہی ادب واحترام کے ساتھ چند منٹ کھڑے رہتے ہیں؟ پھر عود وعطور لائے جاتے ہیں اور سب کو عطر لگایا جاتا ہے پھر مشروبات کا دور چلتا ہے، پھر کھانا کھا کر واپس ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں بہت ہی بڑی عبادت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ہے اور اللہ کا تقرب حاصل ہو گیا۔ یہاں یہ بھی بتانا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اکثر قصائد و نعتیں جو ان میلادوں میں پڑھی جاتی ہیں شرکیہ الفاظ اور غلو کی عبارتوں سے خالی نہیں ہوتیں، جب کہ نبی کریم ﷺ نے غلو سے منع فرمایا کہ ''مجھے اس طرح نہ بڑھانا جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کو بڑھایا ہے میں اللہ کا بندہ و رسول ہوں مجھے اللہ کا بندہ و رسول ہی کہو''۔

اسی طرح یہ محفلیں ایسی دعاؤں پر ختم کی جاتی ہیں جن کے اندر ممنوع وسیلہ و حرام و شرکیہ کلمات ہوتے ہیں کیونکہ اکثر حاضرین غالی عوام ہوتے ہیں۔ جو کہ باطل وسیلہ کے دلدادہ ہوتے ہیں جس سے علماء نے روکا ہے۔ جیسے بجاہ فلاں وحق فلاں کے الفاظ سے دعا مانگنا۔ والعیاذ باللہ .الھم صل علی محمد وعلی آله وصحبه وسلم تسلیمًا کثیراً. یہ ہے میلاد کی حقیقت جو ملک مظفر کے دور میں ۶۲۵ ھ سے شروع ہو کر آج تک عوام میں معروف ہے۔

رہا تعلق شریعت اسلامی کا اس سلسلہ میں حکم کا فیصلہ تو ہم قارئین حضرات پر ہی چھوڑ دیتے ہیں جب کہ ان کو اس بحث میں معلوم ہو گیا ہے کہ ساتویں صدی ہجری ہی میں وجود میں آیا اور یہ بھی جان لیا ہے کہ جو چیز رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عہد میں دین نہیں تھی وہ ان کے بعد دین نہیں ہو سکتی، اور میلاد جو عوام الناس میں معروف ہے رسول اللہ ﷺ کے دور میں نہیں تھا۔ اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں تھا اور نہ ہی قرون اولیٰ میں ساتویں صدی تک تھا جو کہ آفتوں اور آزمائشوں کی صدی تھی پھر اب دین کیسے ہو سکتا ہے؟ بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان ''تم نئی نئی باتوں سے بچنا کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور بدعت کا انجام آگ ہے'' کے بموجب بدعت ضلالت ہے۔

مزید وضاحت کے لیے عرض ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے نئی نئی باتوں اور کاموں سے ڈرایا اور فرمایا کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے اور امام مالک رحمہ اللہ علیہ نے اپنے ہونہار شاگرد امام شافعی سے فرمایا تھا۔ جو چیز رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد میں دین نہیں تھی۔ وہ آج بھی دین نہیں ہو سکتی'' اور کہا تھا۔ کہ جس نے اسلام کے اندر کوئی نئی بات بدعت جاری کی اور اس کو حق سمجھا تو گویا اس نے یہ سمجھا کہ محمد ﷺ نے دین کے پہنچانے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں خیانت کی۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا.﴾ (المائدة: ۳)

''آج کے دن تمہارے لیے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لیے پسند کر لیا''۔

اور امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ہر وہ نئی چیز جو کتاب وسنت یا اجماع کی مخالفت کرے وہ بدعت ہے۔

ان سب کے باوجود کیا میلاد متعارف معنی میں بدعت کے علاوہ بھی کچھ ہوسکتا ہے۔ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی سنت ہے اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو کیا اور نہ سلف صالحین سے منقول ہے، بلکہ یہ تاریخ اسلام کی تاریک صدیوں میں جب کہ فتنے پھیلے ہوئے تھے اور مسلمان انتشار کا شکار تھے اور ان کی حالت دگرگوں ہو رہی تھی اس وقت اس کا وجود ہوا۔ پھر اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ میلاد کوئی قربت اور عبادت شرعی ہے جس کا کرنے والا اللہ کا مقرب بنتا ہے۔ تاکہ اس کے عذاب سے نجات، اور اس کی جنت حاصل ہو، لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس نے اس کو مشروع کیا؟ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے؟ جواب ظاہر ہے کہ نفی میں ہی ہے جب ایسا ہے تو عبادت کا وجود بغیر اللہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشروع کیے بغیر کس طرح ہوسکتا ہے؟ یہ ناممکن ہے۔ دوسری بات یہ کہ عبادت کی چار حیثیات ہوتی ہیں کمیت، کیفیت، وقت ومکان کوئی ہے جو ان کیفیات اربع کو متعین کرسکے؟ کوئی نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ میلاد نہ کوئی قربت ہے اور نہ کوئی عبادت اور جب قربت وعبادت نہیں تو بدعت کے علاوہ کیا ہوسکتی ہے؟

❋❋❋❋❋❋

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت

تعریف: مولد یا میلاد عربی زبان کی اصطلاح میں اس جگہ یا وقت کا نام ہے جس میں خاتم الانبیا امام المرسلین محمد مصطفی ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

مولد مکانی: آپ کا مولد مکانی (آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں) ابو یوسف کا مکان ہے یہاں آج کل پبلک لائبریری مکہ مکرمہ قائم ہے۔

مولد زمانی: مشہور اور صحیح روایت کے مطابق ۱۲ ربیع الاول عام الفیل اگست ۵۷۰ء یہ ہے مولد نبوی ﷺ کی لغوی تعریف، جس کے علاوہ نزول وحی سے لے کر ساتویں صدی کی ابتداء یعنی پوری سوا چھ صدیوں تک مسلمانوں کے درمیان کوئی اور چیز متعارف نہیں تھی۔ پھر جب خلافت اسلامیہ کا سقوط ہو گیا اور مسلمانوں کے ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے جس کے نتیجہ میں عقائد وسلوک میں کمزوری اور حکومت وسیاست میں بگاڑ آیا تو انہی کمزوریوں اور انحراف کا ایک مظہر میلاد النبی کا ظہور ہے۔ سب سے پہلا شخص جس نے یہ بدعت جاری کی وہ ملک مظفر کوکری ہے جو موصل کے علاقے میں اربل کا حاکم تھا۔ غفر الله لنا ولکم. اور پہلا شخص جس نے اس موضوع پر قلم اٹھایا وہ ابوالخطاب بن رحیہ ہے جس نے "التنویر فی مولد البشیر النذیر" لکھ کر ملک مظفر کی خدمت میں پیش کی، اور بادشاہ نے اس پر ایک ہزار اشرفیاں انعام میں دیں۔

اس سلسلہ میں ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الحادی" میں ذکر کیا کہ ملک مظفر اس بدعت میلاد کا موجد ہے اس نے ایک مرتبہ میلاد میں ایسا دستر خوان تیار کروایا جس پر پانچ ہزار بھنی بکریوں کی سیری، دس ہزار مرغیاں، سو گھوڑے اور ایک لاکھ پیالیاں اور تیس ہزار مٹھائیوں کے بڑے بڑے خوان تھے اور پھر ظہر سے فجر تک صوفیاء کے محفل سماع منعقد کی گئی اور وہ خود بنفس نفیس اس میں شریک ہوا اور اس میں جھومتا رہا، تو ایسی قوم کیسے زندہ رہ سکتی تھی جس کے بادشاہ درویش ہوں اور جو باطل کی محفلوں میں رقص کرتے ہوں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب اگر یہ سوال ذہنوں میں پیدا ہوتا ہو کہ میلاد، بدعت ہے تو اس کے کرنے والے کو کوئی ثواب نہیں ملے گا، جب کہ اس میں بہت سے اعمال خیر ذکر، دعا، کھانا، وغیرہ ہوتے ہیں جواب بہت ہی آسان ہے کہ کیا اگر کوئی شخص نماز، وقت کے علاوہ پڑھے، یا صدقہ جو مستحق کے پاس نہ پہنچے یا حج کو اس کے موسم کے علاوہ کرے تو اس پر اس کو کوئی ثواب ملے گا، کیا بیت اللہ کے علاوہ طواف، اور صفاء مروہ کے علاوہ سعی کرنے پر اجر ملے گا اگر ان سب کا جواب نفی میں ہے تو ان اعمال خیر پر بھی جو کہ میلاد میں ہوتے ہیں نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں بدعت وجدت کی علت موجود ہے اور اگر یہ صحیح ہو جائے اور قبول ہو تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ دین میں کوئی نئی بات پیدا کرنا ممکن وجائز ہے، جب کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ''مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَالَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ'' کے بموجب مردود ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محفل میلاد منعقد کرنے کی لوچ اور لچر دلیلیں

میلاد کو منعقد کرنے والے جو پانچ دلیلیں دیتے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ اس میں شریعت کو چھوڑ کر اتباع نفس کار فرما ہے، دلیلیں ملاحظہ فرمائیے۔

① یہ ایک سالانہ یادگار ہے، جس میں مسلمان اپنے نبی ﷺ کو یاد کرتے ہیں جس سے ان کی محبت وعظمت میں اضافہ ہوتا ہے۔

② آپ ﷺ کی بعض صفات سنی جاتی ہیں اور آپ کا نسب نامہ معلوم ہوتا ہے۔

③ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت پر اظہار خوشی، جو کہ آپ کی محبت اور آپ ﷺ پر ایمان کامل کی دلیل وعلامت ہے۔

④ کھانا کھلانا، جو کہ بڑے ہی اجر وثواب کا کام ہے خاص طور پر جب کہ شکر کی نیت سے ہو۔

⑤ اللہ تعالیٰ کے ذکر، تلاوت قرآن اور درود وسلام پر جمع ہونا۔

یہ ہیں وہ پانچ دلیلیں جو کہ میلاد کو جائز کہنے والے پیش کرتے ہیں، ان کی حقیقت معلوم کرنے کے بعد معلوم ہو جائے گا یہ کتنی ناکافی وباطل دلیلیں ہیں اور اس کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ اس میں شارع علیہ السلام کے کام پر ضمیمہ لگانا ہے کہ جس چیز کی ضرورت تھی وہ آپ ﷺ نے مشروع نہیں فرمائی اور آپ یہ کر رہے ہیں۔

قارئین کرام: اب دلائل کی حقیقت پر ذرا غور کرلیں۔

(۱) سالانہ یادگار: یہ دلیل اس وقت تو دی جا سکتی ہے جب مسلمان نبی کریم ﷺ کو یومیہ کم از کم دس مرتبہ یاد نہ کرتا ہو، تو اس کے لیے ضرورت ہے کہ سالانہ یا ماہانہ یادگار منائی جائے تا کہ اپنے نبی کا تذکرہ کر کے ایمان ومحبت میں زیادتی کرے، رہا مسئلہ مسلمان کا تو اس کی تو کوئی بھی دن ورات کی نماز ایسی نہیں ہوتی ہے جس میں اپنے رسول کو یاد نہ کرتا ہو اور آپ ﷺ پر درود وسلام نہ بھیجتا ہو کسی بھی نماز کا وقت آتا ہے یا نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو آپ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہے، بھول جانے کے خوف سے جس کے لیے سالانہ یادگار منائی جائے وہ، وہ شخص

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگا جو کبھی ذکر نہ کرتا ہو، اور جو شخص ذکر و یاد کرتا ہو تو اس کے لیے اس یادگار منانے کے کیا معنی؟ کیا یہ تحصیل حاصل نہیں اور تحصیل حاصل ایک عبث کام ہوتا ہے۔ جس سے عقلا دور ہی رہتے ہیں۔

(۲) آپ ﷺ کی بعض صفات حمیدہ اور نسب نامہ شریف کا سننا ''یہ علت بھی میلاد کے انعقاد کے ملیے غیر کافی ہے اس لیے کہ صفات محمدیہ اور اخلاق نبوی اور نسب نامہ کے جاننے کے لیے سال میں ایک مرتبہ سن لینا کافی نہیں، اوران کو ایک مرتبہ سن لینے سے کیا حاصل جب کہ یہ تو عقیدہ اسلام کا جزء ہے ہر مسلمان مرد وعورت پر ضروری ہے کہ آپ ﷺ کا نسب نامہ آپ کے عادات واطوار وصفات کو اسی طرح پہنچانے جس طرح اللہ تعالیٰ کے اسماء صفات کو سیکھنا ہے اور اس کے لیے سیکھنا ضروری ہے صرف سال میں ایک دفعہ سرسری سن لینا کافی نہیں۔

(۳) خوشی کا اعلان: یہ بھی بہت ہی لوچ وکمزور دلیل ہے کیونکہ خوشی کس چیز کی ہے؟ رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک سے یا آپ جس دن پیدا ہوئے اس دن سے، اگر خوشی آپ کی ذات پاک سے ہے تو ہمیشہ جب بھی آپ ﷺ ذکر خیر ہو، ہونی چاہیے یہ کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہیں اور نہ ہونی چاہیے'' اور اگر خوشی اس دن سے ہے جس دن آپ کی ولادت ہوئی تو آپ ﷺ کی وفات حسرت آیات بھی اسی دن ہوئی ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی عقل مند شخص جس دن اس کا محبوب رخصت ہوا ہو اسی دن خوشی ومسرت کے جشن منائے گا، اور رسول اللہ ﷺ کی وفات سب سے بڑی مصیبت ہے جو مسلمانوں کو پہنچی یہاں تک کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کہا کرتے تھے کہ جسے کوئی مصیبت پہنچے وہ اس مصیبت کو یاد کرے جو رسول اللہ ﷺ کی وفات سے پہنچی تھی'' اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ہے کہ فطرت بشری کا تقاضا یہ ہے کہ انسان مولود سے ولادت کے دن خوشی اور میت پر موت کے دن غم مناتا ہے، پھر تعجب ہے کہ کس طرح انسان طبیعت کو بدلنے کی مخادعانہ کوشش کرتا ہے۔

(۴) کھانا کھلانا: یہ دلیل تو اور بھی کمزور ہے، کھانا کھلانا مستحب ومطلوب ہے جب بھی اس کی ضرورت مناسب ہو، مسلمان مہمان نوازی کرتا ہے، بھوکے کو کھلاتا ہے اور پورے سال صدقہ وخیرات کرتا ہے اس کو اس کی ضرورت نہیں کہ سال میں ایک مخصوص دن متعین کرے جس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دن کھلائے'' اس سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ یہ کوئی ایسی علت وضرورت نہیں جس کی بناء پر کسی بھی صورت میں بدعت کا ارتکاب کیا جائے۔

(۵) ذکر پر اجتماع: یہ بھی باطل وبیکار حجت وعلت ہے کیونکہ ذکر کے لیے ایک آواز سے اجتماع کرنا سلف کے یہاں نہیں تھا یہ تو خود ایک بدعت ہے اور نعتیں اور قصیدے جو کہ خوش الحانی وغم انگیز آواز سے پڑھے جاتے ہیں یہ تو اور بھی مکروہ بدعت ہے یہ صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو دین کے معاملے میں متحیر اور پریشان ہوتے ہیں۔ والعیاذ باللہ۔

اور مسلمان تو ہر روز وشب پورے سال پانچ مرتبہ مساجد میں جمع ہوتے ہیں، نماز کے لیے علم ومعرفت کے حصول کے لیے، ان کو اس کی ضرورت نہیں سالانہ جلسہ کیا جائے، اس میں تو اصلاح نفس ہے کہ اچھی اچھی آواز میں سننے کو اور اچھے اچھے کھانے اور بہترین مشروبات ملیں گے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ کمزور شبہات اور ان کا رد

برادران اسلام: اللہ تعالیٰ ہم پر علم وعمل معرفت کے دروازے کھولے، یہ بات معلوم ہونا چاہیے کہ جب یہ میلاد کی بدعت، ساتویں صدی ہجری کے شروع میں وجود میں آئی تو روحانی وجسمانی خلا پائے جانے کی وجہ سے لوگوں میں پھیل گئی اور رواج پا گئی، کیونکہ مسلمان جہاد کو چھوڑ کر فتنہ وفساد کی آگ کو بجھانے میں مصروف تھے جو دشمنان اسلام یہود ونصاریٰ اور مجوس نے بھڑکا رکھی تھی۔

جب یہ بدعت دلوں میں بیٹھ گئی اور بہت سے جاہلوں کے عقیدے کا جزو بن گئی تو بعض اہل علم جیسے سیوطی رحمۃ اللہ نے ضروری سمجھا کہ کوئی شبہ بھی تلاش کر لیا جائے جس سے اس بدعت کے جواز پر استشہاد کیا جا سکے اور عوام وخواص کی خوشنودی بھی حاصل ہو جائے اور دوسری طرف علماء کا اس سے رضامند ہونے اور اس پر حکام وعوام کے ڈر سے خاموش رہنے کا جواز نکل آئے یہاں وہ شبہات اور ان کا ضعف وبطلان نقل کرتے ہیں تاکہ اس مسئلہ میں جس پر ہم بیان حق کی غرض سے قلم اٹھانے پر مجبور ہوئے ہیں آپ حضرات کو مزید معلومات بصیرت حاصل ہو جائے اور تمام شبہات کی بنیاد ایک تاریخی روایت اور تین احادیث نبوی ہیں جس نے ان تمام شبہات کو ابھارا اور جس کے سر سہرا ہے وہ ہیں امام السیوطی (غفر اللہ لنا ولکم) وہ دسویں صدی ہجری کے مشہور علماء میں سے ہیں اور یہ صدی کیونکہ فتنہ وفساد اور ابتلاء کی صدی تھی اس لیے ان کو ایسا کرنا پڑا اغفر اللہ لنا ولہ اور عجیب بات تو یہ ہے کہ وہ ان شبہات پر بڑے خوش نظر آتے ہیں اور فخریہ انداز میں کہتے ہیں ”میں نے میلاد کی شریعت میں اصل ڈھونڈ نکالی ہے“ اور یہ بات سیوطی رحمہ اللہ علیہ سے بعید بھی نہیں کیونکہ جیسا کہ ان کے بارے میں کہا گیا ہے وہ ”حاطب لیل“ ہے یعنی رات کی اندھیری میں ایندھن جمع کرنے والے کی طرح ہیں جو کہ ضلاد میں جمع کر لیتا ہے۔

پہلا شبہہ: تاریخی روایت میں ہے، مروی ہے کہ ”ابولہب (ملعون) خواب میں دیکھا گیا تو اس سے حالت دریافت کی گئی، اس نے کہا کہ دوزخ کی آگ میں جل رہا ہے مگر ہر پیر کی رات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو اس میں تخفیف کر دی جاتی ہے اور اپنی انگلیوں کے درمیان سے اس کی مقدار پانی چوستا ہے'' یہ کہتے ہوئے انگلیوں کے پوروں، کی طرف اشارہ کیا اور یہ اس وجہ سے کہ اس کو جب اس کی باندی ثوبیہ نے اس کے بھائی عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر محمد ﷺ کی ولادت کی خوش خبری سنائی تھی تو اس کو آزاد کر دیا تھا اور اس باندی نے آپ ﷺ کو دودھ بھی پلایا تھا۔

بطلان ورد: اس شبہ پر کئی پہلوؤں سے رد ہیں۔

① اہل اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی کے خواب سے چاہے خواب دیکھنے والا ایمان وعلم، تقویٰ وورع کے کسی بھی مقام پر ہو کوئی شرعی حکم ثابت نہیں ہوتا، سوائے نبی کے کہ انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں اور وحی حق ہے۔

② اس خواب کو دیکھنے والے عباس بن عبدالمطلب ہیں اور جس نے ان سے روایت کی وہ بالواسطہ روایت ہے، تو یہ حدیث مرسل ہوئی، اور مرسل حدیث حجت نہیں ہوتی اور نہ اس سے کوئی عقیدہ وعبادت ثابت ہوتی ہے۔ بجز اس کا بھی احتمال ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ خواب اسلام لانے سے پہلے دیکھا ہو، اور اس پر سب کا اجماع ہے کہ کافر کا خواب حجت نہیں۔

③ سلف وخلف میں سے اکثر اہل علم کا قول ہے کہ کافر اگر کفر پر مرا تو اس کو اس کے نیک اعمال کا کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے۔

﴿وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا.﴾ (الفرقان: ۲۳)

''اور ہم (اس روز) ان کے (یعنی کفار کے) ان (نیک) کاموں کی طرف جو کہ وہ (دنیا میں) کر چکے تھے متوجہ ہوں گے سو ان کو ایسا بے کار کر دیں گے جیسے پریشان غبار''۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا.﴾ (الکهف: ۱۰۵)

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی آیتوں کا (یعنی کتب الہیہ کا) اور اس سے ملنے کا انکار کر رہے ہیں سو (اس لیے) کہ ان کے سارے کام غارت ہو گئے، تو قیامت کے روز ہم (ان کے نیک اعمال) کا ذرا بھی وزن قائم نہ کریں گے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے عبداللہ بن جدعان کے بارے میں پوچھا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ہر حج کے موسم میں ایک ہزار اونٹ ذبح کرتا تھا ایک ہزار جوڑے تقسیم کرتا تھا اور اس نے اپنے گھر میں حلف الفضول کی دعوت دی تھی کیا یہ چیزیں اس کے کچھ کام آئیں گی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، اس نے کسی دن پوری عمر میں "رَبِّ اغْفِرْلِی خَطِیْئَتِی یَوْمَ الدِّیْنَ" نہیں کہا، اس روایت سے اس خواب کی عدم صحت کی مزید تائید ہوگئی اس لیے یہ نہ کوئی ثبوت ہے اور نہ شبِ ثبوت۔

④ اور جو ابولہب اپنے بھائی کے گھر ولادت سے خوش ہوا تو یہ ایک فطری و طبعی خوشی تھی اس میں عبادت کی نیت نہ تھی کہ ہر انسان جب بچہ اس کے گھر یا اس کے کسی عزیز یا بھائی کے گھر پیدا ہوتا ہے تو وہ اس سے خوش ہوتا ہے، اور جب خوشی اللہ کے لیے نہیں تو پھر اس پر ثواب بھی نہیں اس سے بھی روایت کی کمزوری و بطلان معلوم ہوگیا۔

اس کے ساتھ پھر یہ بات بھی ہے کہ مومن کی خوشی اپنی نبی سے ایک مستقل و دائمی ہے جو اس سے کبھی جدا نہیں ہوتی، اس لیے کہ یہ محبت کا لازمی نتیجہ ہے، اب اس کے لیے ایک سالانہ یادگار منانے اور بنانے کے کیا معنیٰ؟ یقیناً یہ ایک لغو و باطل عمل ہے اور کمزور و بے حیثیت شبہ ہے جس کی کوئی وقعت و قیمت نہیں، اس سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ اس پر ایک ایسی چیز کیسے جاری کی جاسکتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے کسی قسم کی عجز یا بھول و نسیان کی وجہ سے نہیں بلکہ بندوں کے حال پر رحم و کرم کے سبب مشروع نہیں کی وَلَهُ الْحَمْدُ وَلَهُ الْمِنَّةُ۔

دوسرا شبہ: اس روایت میں کہ نبی ﷺ نے امت کے لیے عقیقہ جاری کرنے کے بعد خود اپنی طرف سے عقیقہ کیا، باوجود یہ کہ آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کی طرف سے عقیقہ کر دیا تھا اور عقیقہ ایسا فعل ہے جو دو مرتبہ نہیں کیا جاتا اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ایسا آپ ﷺ اپنی نعمت ولادت کے شکرانہ میں کیا، تو اس کو اصل بنا کر میلاد کی بدعت جاری کرنا کیا صحیح نہیں؟۔

یہ شبہ پہلے سے زیادہ کمزور ہے جس کا نہ کوئی وزن ہے اور نہ قیمت کیونکہ یہ صرف اس احتمال پر قائم ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی نعمت ولادت کے شکر میں عقیقہ کیا اور احتمال ظن (گمان) سے بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمزور چیز ہے، جب کہ ظن پر بھی احکام شریعت ثابت نہیں ہوتے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے تم ظن سے پرہیز کرو کیونکہ ظن سب سے بڑا جھوٹ ہے۔

پھر دوسرا پہلو اس کا یہ ہے کہ کیا یہ بات ثابت ہے؟ کہ عقیقہ دور جاہلیت میں مشروع تھا اور اس پر عمل تھا۔ عبدالمطلب نے اپنے پوتا کی طرف سے عقیقہ کیا اور کیا اہل جاہلیت کے اعمال کا اعتبار اسلام میں ہوگا کہ یہ بات کہی جا سکے کہ نبی اکرم ﷺ نے شکرانہ کے طور پر عقیقہ کیا، نہ کہ ایک سنت جاری کرنے کے لیے کیونکہ عقیقہ آپ ﷺ کی طرف سے کیا جا چکا تھا؟

سُبْحَانَ اللّٰهِ: کیا ہی عجیب وغریب استدلال ہے؟ اگر یہ بات ثابت بھی ہو کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی نعمت ولادت کے شکر پر جانور ذبح کیا تھا تو اس سے یہ بات کب معلوم ہوئی کہ آپ کے یوم ولادت کو لوگوں کے لیے عید کا دن بنایا جائے؟ اور اگر تھا تو خود نبی کریم ﷺ نے اس کی دعوت کیوں نہیں دی اور اس کے اعمال واقوال لوگوں کے سامنے کیوں نہیں بیان فرمائے؟ جیسا کہ آپ ﷺ نے عید الاضحیٰ وعید الفطر کے احکام بیان فرمائے، کیا آپ بھول گئے یا آپ ﷺ نے نعوذ باللہ چھپایا جب کہ آپ ﷺ کو تبلیغ کا حکم تھا؟

اللہ جانتا ہے کہ نہ رسول اللہ ﷺ بھولے اور نہ آپ نے کوئی چیز چھپائی لیکن انسان ہی کی فطرت میں سب سے زیادہ مجادلہ (بحث ومباحثہ) ہے۔

تیسرا شبہ: ایک صحیح روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشورہ [1] (دس محرم) کا روزہ رکھا اور اس کا حکم بھی دیا، جب آپ سے اس سلسلہ میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ نیک دن ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دی تھی۔ (الحدیث)

رد: اس میں شبہ یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کی نجات کے دن شکر کے طور پر روزہ رکھا اور اس کا حکم دیا تو ہم کیوں نہ یوم ولادت نبی کریم ﷺ کو روزہ کا نہیں، بلکہ کھانے پینے اور تفریح کا دن بنالیں۔

---

[1] ۔عاشورہ کا روزہ کتب السنہ میں صحیح روایات سے ثابت ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس میں شبہ یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کی نجات کے دن شکر کے طور پر روزہ رکھا اور اس کا حکم دیا تو ہم کیوں نہ یوم ولادت نبی کریم ﷺ کو روزہ کا نہیں، بلکہ کھانے پینے اور تفریح کا دن بنالیں۔

ماشاءاللہ کیا ہی الٹی سمجھ ہے (وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى) ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جس طرح نبی کریم ﷺ نے روزہ رکھا اسی طرح ہم بھی روزہ رکھنے نہ ہم رقص وسرود کے ساتھ جشن وخوشی منائیں اور کھانے پینے کی محفلیں جمائیں، اور کیا اللہ تعالیٰ کا شکر ناچنے گانے اور کھانے پینے سے ہوتا ہے؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔

پھر دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں اس کا حق کب ہے کہ اپنے لیے روزہ یا کوئی اور عبادت مسنون کریں، ہمارا فرض تو صرف اتباع واطاعت ہے، رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشورہ کا روزہ رکھا تو اس دن روزہ رکھنا سنت ہے، اور یوم ولادت کے متعلق آپ ﷺ نے سکوت فرمایا تو ہم پر بھی اسی طرح خاموشی لازم ہے، اس کی کوشش کرنا جائز نہیں کہ اس دن کوئی روزہ یا نوافل شروع کریں، چہ جائے کہ کھیل کود اور لہو ولعب جاری کریں۔

چوتھا شبہ: ایک صحیح روایت میں ہے کہ آپ ﷺ پیر وجمعرات کا روزہ رکھتے تھے اور اس کی علت یہ بیان فرمائی کہ پیر کے دن ہی پیدا ہوا اسی دن نبی بنایا گیا اور جمعرات کے روز اعمال پرودگار کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ میرا نامۂ اعمال پرودگار کے سامنے اس حال میں پہنچے کہ میں روزہ سے ہوں۔

اس میں شبہ یہ ہے جس پر بدعت میلاد کا اختراع کیا ہے کہ آپ ﷺ نے پیر کا روزہ رکھا اور اس کی علت یہ بیان فرمائی کہ: ''یہ وہ دن ہے جس میں میں پیدا ہوا اور نبی بنایا گیا''۔

یہ شبہ اگرچہ پہلے شبہات سے بھی زیادہ کمزور ہے لیکن اس کی تردید کئی طرح سے ہو سکتی ہے۔

① اگر میلاد سے رسول اللہ ﷺ کی پیدائش پر اظہار شکر مقصود ہے تو معقول ومنقول سے یہ بات لازم آتی ہے کہ اسی طرح کیا جائے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ادا کیا اور وہ طریقہ ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزہ، ہم بھی اسی طرح روزہ رکھیں جس طرح آپ نے روزہ رکھا، اور اگر یہ سوال ہو کہ روزہ کیوں؟ تو ہم کہہ سکتے ہیں آج کے دن ہمارے نبی سردار ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے اس کے شکر میں ہم روزہ رکھتے ہیں، لیکن میلاد والے روزہ تو رکھتے نہیں کہ اس میں نفس کی مخالفت ہے کہ لذت طعام وشراب چھوٹتی ہے اور وہ ان کا مقصود ہے، اب دو مقاصد کا ٹکراؤ ہوا تو من پسند کو اللہ ورسول ﷺ کی پسند پر ترجیح دی اور یہ اہل بصیرت ودانش مند کے نزدیک بڑی ہی لغزش ہے۔

② رسول اللہ ﷺ نے یوم ولادت ۱۲ ربیع الاول (اگر یہ روایت صحیح ہے) کو روزہ نہیں رکھا بلکہ پیر کے دن کا روزہ رکھا جو کہ ہر ماہ چار یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ آتا ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ ۱۲ ربیع الاول کو کسی کام کی تخصیص شارع علیہ السلام پر استدراک ہے، اور آپ کے عمل کی تصحیح کرنا ہے، اگر ایسا ہے تو کتنا ہی قبیح ومکروہ فعل ہے۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی۔

③ اگر نبی کریم ﷺ نے دوشنبہ کا روزہ اپنی نعمت وجود اور آپ کو تمام لوگوں کی طرف بشیر ونذیر بنا کر مبعوث کر کے جو عزت دی اس کے شکر پر روزہ رکھا تو کیا آپ نے اس طرح جشن منایا تھا جس طرح اہل میلاد مناتے ہیں کہ اجتماعات ہوں، نغمے ونعتیں اور کھانا پینا ہو، کبھی نہیں آپ ﷺ نے صرف روزہ پر اکتفا فرمایا تو کیا امت کو اس پر کفایت نہیں کرنی چاہیے؟ جس پر اس کے نبی نے اکتفا کیا؟ کیا کوئی عقل مند شخص اس کی جرأت کر سکتا ہے کہ کہے نہیں؟ تو جب بات ایسی ہے تو پھر شارع علیہ السلام پر رائے زنی اور ان کے کام پر زیادتی کیسی؟ جب کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا ہے۔

﴿وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا.﴾ (الحشر: ۷)

اور رسول جو تم کو دے تو وہ قبول کرو اور جس چیز سے منع کرے تو رک جاؤ۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ.﴾ (الحجرات: ۱)

"اے ایمان والوں اللہ اور رسول (کی اجازت) سے پہلے تم سبقت مت کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تمہارے سب (اقوال کو) سننے والا (اور تمہارے افعال کو) جاننے والا ہے"۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

''تم دین میں نئی نئی اشیاء سے پرہیز کرو کہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے''۔

اور ارشاد ہے:

''اللہ تعالیٰ نے کچھ حدود مقرر فرما دیئے ہیں ان سے تجاوز مت کرو، اور تمہارے اوپر کچھ فرائض فرض کیے ہیں تو ان کو ضائع نہ کرو اور کچھ چیزیں حرام کی ہیں تو ان کی بے حرمتی نہ کرو، اور کچھ چیزیں نسیان وبھول کی وجہ سے نہیں، بلکہ تمہارے لیے رحمت بنا کر بغیر بیان کیے چھوڑ دیں ہیں تو ان کو قبول کرو اور ان کی جستجو میں نہ لگو''۔ ❶

○○○

www.KitaboSunnat.com

❶ اخرجہ ابن جریر ورواہ الحاکم وصححہ عن ابی ثعلبۃ الخشنی رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نعم البدل

قارئین کرام! اگر یہ سوال کیا جائے کہ تم نے دلیلوں کی بھرمار اور حجتوں کی بوچھاڑ سے بدعت میلاد کو باطل قرار دے دیا، اب اس بدعت کا جو فی الجملہ خیر سے خالی نہ تھی کوئی بدل ہے؟ تو ان کے سامنے یہ نعم البدل پیش کرو۔

قصۂ ولادت گوئی، نسب نامہ اور شمائل نبوی کو پڑھنے کا بدل تو یہ ہے کہ مسلمان خود ذاتی طور پر سنجیدگی کے ساتھ اپنی اپنی مساجد میں مغرب سے عشاء تک کسی عالم دین کے پاس بیٹھیں، جو کہ دین کے احکام بتائے اور سمجھائے اور جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں، ایسا کرنے سے نسب نامہ شریف بھی معلوم ہو جائے گا، اور خصائص وشمائل نبوی کو پڑھنے کا بھی موقع ملے گا اور پھر اس اسوہ کاملہ کو سامنے رکھ کر اس پر عمل کریں گے اس طرح رسول اللہ ﷺ کے حقیقی پیرو اور محبّ ہوں گے، جو کہ ان پر حق وصداقت کے ساتھ جان نثار کرتے ہیں نہ کہ صرف دعوی کرتے ہیں اور باتیں بناتے ہیں۔

ذکر تلاوت قرآن کا بدل یہ ہے کہ ہر مسلمان صبح وشام اور آخری رات میں یومیہ کا ایک ورد ہونا چاہیے۔

صبح کا ورد:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهُ (سومرتبہ) اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (سومرتبہ)

شام کا ورد:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ. (سومرتبہ اور درود شریف سومرتبہ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخری رات کا ورد!

آٹھ رکعت نماز پڑھنا، ہر رکعت میں ربع پارہ پڑھنا، آخر میں دو رکعت پڑھ کر ایک رکعت وتر پڑھنا، یہ سب کام مساجد میں نماز باجماعت ادا کرنے کی پابندی ساتھ ساتھ ہوں، خصوصاً عصر و فجر کی نماز کا اہتمام ہو کیونکہ حدیث شریف میں ہے۔

من صلى البردين دخل الجنة .

''جس نے بردین (عصر و فجر) کو پڑھا وہ جنت میں جائے گا''۔

سماع کا بہتر بدل یہ ہے کہ کچھ اچھے پڑھنے والوں جیسے یوسف کامل البھیشمی، المنشاوی، الصیفی، الدوری، الطیلاوی وغیرہ کی کیسٹ خرید لیں اور جب ذہنی خشکی اور یبوست کا احساس ہو ٹیپ کھول کر اور دل لگا کر سنیں تو اس کے اندر اللہ رب العزت کی ملاقات اور اس کے جوار میں رہنے کی رغبت سے وجد و صحیح کیفیت پیدا ہو گی۔ کھانا کھلانے اور اصدقاء و احباب کے لیے دستر خوان وسیع کرنے کا دروازہ تو کھلا ہوا ہے اور اس کا طریقہ معروف ہے اور عوام الناس تو کہتے ہیں۔''من بیدہ کل یوم عید''جس کی جیب گرم ہے اس کی ہر شب شب برات اور ہر دن عید ہے یہ کام تو کسی جشن و عبادت و حکم کا محتاج نہیں، کھانا پکائیں فقراء بلکہ اغنیاء کو بھی دعوت دیں کھائیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر کریں کیونکہ جو حمد کرتا ہے اجر کا مستحق ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ شاکرین کو پسند بھی کرتے ہیں۔

میلاد میں غلو برا ہے

بڑے ہی افسوس و رنج کی بات ہے کہ جو لوگ میلاد کرتے ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں ان میں بڑی تعداد ایسی پائی جاتی ہے اور ان میں بعض طالب علم بھی ہیں جو کہ اس بدعت کی تعظیم اور تکریم میں یہاں غلو کرتے ہیں کہ اگر کوئی اس کو بدعت ضلالت ہونے کی وجہ سے ناپسند کرتا ہے تو اس کو کفر کی طرف منسوب کرنے اور خارج الدین ٹھہرانے سے دریغ نہیں کرتے، اور کہتے ہیں فلاں شخص رسول اللہ ﷺ کو ناپسند کرتا ہے یا ان سے بغض رکھتا ہے۔ کیونکہ اس کو میلاد یا جشن میلاد پسند نہیں، جب کہ اس کو یہ بات معلوم ہے کہ جو بھی رسول اللہ ﷺ کو ناپسند کرے یا آپ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے محبت نہ رکھے وہ باتفاق مسلمین کافر قرار دیا جائے گا۔ اس طرح یہ کہنا کہ فلاں شخص رسول اللہ ﷺ کو ناپسند کرتا ہے۔ اس کو کافر بنانا ہے اور مسلمان کی تکفیر کسی حالت میں بھی جائز نہیں اور جب کہ یہ بھی معلوم ہے کہ بدعت کو ناپسند اور اس سے روکنے اور باز رہنے کا کہنے والا مؤمن و صالح ہی ہوتا ہے تو اس کی تکفیر یا متہم بالکفر کس طرح ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ والعیاذ باللہ اور شاید اس بدعت میں غلو کرنے والے نے رسول اللہ ﷺ کے اس قول سے آنکھیں بند کرلیں جو حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ میں ہے اور جس کی صحت پر بخاری و مسلم متفق علیہ ہیں۔

"جب کسی شخص نے اپنے بھائی سے کہا اے کافر تو دونوں میں سے کسی ایک پر یہ وبال آئے گا اگر وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ کہا تو ٹھیک ورنہ اس پر ہی لوٹے گا۔"

اور رسول اللہ ﷺ کے اس قول سے بھی کان بند کرلیے جو ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ حدیث میں ہے۔ جس نے کسی شخص کو کفر سے پکارا یا عدو اللہ کہا اور وہ ایسا نہیں تو وہ اس پر ہی لوٹے گا۔" یعنی کفر اور لعنت اس پر ہی لوٹے گی۔ درحقیقت یہ ایسی چیز ہے جس سے بڑا ہی تعجب ہوتا ہے۔ کیونکہ مسلمان کا مسلمان پر حق تو یہ تھا کہ اگر کسی نیکی کو کوئی مسلمان ترک کرے تو وہ اس کو اس کے کرنے کا حکم دے اور اگر کسی منکر کا ارتکاب کرے تو اس سے روکے اور اگر کوئی مسلمان اپنے بھائی کا حق ادا کرتے ہوئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے تو اس کا وہ بھائی برا اور اس کو بدترین بدلہ دیتا ہے کہ اس کو کفر کی طرف منسوب کرتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہ نتیجہ ہے مسلمانوں کے بگاڑ اور ان کے قلوب و اخلاق کے فساد کا کیونکہ تربیت اسلامی سے دوری ہے جو کہ مسلمانوں کی زندگی کی بنیاد اور کمالات و سعادت کا ذریعہ ہے اور بڑے ہی افسوس کا مقام ہے کہ کئی صدیوں سے اس تربیت کے فقدان سے ان افراد کا بھی بحران ہے، جو تربیت کا فریضہ انجام دے سکیں، جب کہ امت محمدیہ کی اہم ضروریات میں سے اس کی روحانی و اخلاقی تربیت ہے اور صدر اول میں جو امت نے کمالات و سعادت حاصل کی وہ اسی تربیت کا ثمرہ تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ.﴾ (الجمعة: ٢)

وہ اللہ ہی ہے جس نے عرب کے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی (کی قوم) میں سے رسول بھیجا جو ان کو اس کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو عقائد باطلہ واخلاق ذمیمہ سے پاک کرتے ہیں اور ان کو کتاب اور دانشمندی (کی باتیں) سکھلاتے ہیں اور یہ لوگ (آپ کی بعثت سے) پہلے سے گمراہی مبتلا میں تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کا تزکیہ یہ ہی کیا کہ روزانہ کو مختلف معارف وحکمتوں کا درس دے کر ان کے نفوس کو کمالات کا عادی اور فضائل اخلاق کا پابند بنایا اور سنن وآداب کی مشق کرائی یہاں تک کہ وہ کمالات سے آراستہ ہوگئے اور تزکیہ نفوس ہوگیا۔ آپ ﷺ کے بعد آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہر شہر وگاؤں میں جہاں وہ تشریف لے گئے تربیت کا فریضہ انجام دیا۔ ان کے بعد ان کے تلامذہ تابعین اور تبع تابعین نے ان کی جانشینی کی اور امت اسلامیہ باکمال اور پاکیزہ خیر وعافیت کے ساتھ اس راہ پر گامزن رہی یہاں تک کہ اس تربیت اور ان مربین کا فقدان ہوگیا تو فرقہ بندی اور انارکی کا دور دورہ شروع ہوگیا۔ خواہشات ونفسانیت نے امت کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے اور ساتھ ہی تربیت کی زمام ایسے لوگوں نے تھام لی، جو اس کے اہل نہ تھے تو بدحالی واضطراب میں اضافہ ہوگیا اور امت ''کریلا نیم چڑھا'' کی مصداق ہوگئی۔

اخیر میں اب میرے اوپر یہ ذمہ داری رہ جاتی ہے کہ اپنے اس مسلمان بھائی کو نصیحت کروں جو کہ اس بدعت پر مصر ہے اور اس کے جواز یا اس کی افادیت کے پیش نظر یا یہ کہ بہت دن سے اس کے کرتے آنے اور اس سے مانوس ہونے کی وجہ سے اس کا چھوڑنا اس پر مشکل ہوگیا کیونکہ جس کے لیے یہ جشن منایا جاتا ہے ان کی طرف سے وہ اس پر مامور ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے ''تم میں سے جو برائی کو دیکھے تو اس کو ہاتھ سے بدل دے اور اگر اس کی قدرت واستطاعت نہیں تو زبانی ہی روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو دل ہی سے برا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔

اور آپ کا فرمان ہے تم ضرور بالضرور نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل کرے پھر تم اس کو پکارو اور تمہاری سنوائی نہ ہو۔''

مسلمان کا فرض ہے کہ جب اس کا بھائی اس کو نیکی کا حکم دے یا برائی سے روکے یا کسی نیک کام کے کرنے اور برے کام کے چھوڑنے کا مشورہ دے تو اس کی بات مانے یا کم از کم حسن اسلوب سے اس کا جواب دے مثال کے طور کہے۔ جزاك الله خيرا۔ آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا میں اس مرض کا شکار ہوں، شاید اللہ تعالیٰ معاف کر دیں یا یوں کہے صحیح ہے کہ یہ بدعت ہے لیکن میں نے بعض اہل علم کو دیکھا ہے کہ وہ اس کے جواز کے قائل ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں اس سلسلہ میں ان کی اتباع کرتا ہوں اور امید ہے کہ خدا اس پر پکڑ نہ فرمائے گا۔

مسلمانوں کو تو اس طرح رہنا اور ہونا چاہیے نہ کہ اتباع نفس اور تعصب کی بنا پر ایک دوسرے کی تکفیر اور نہ آپس میں لعن طعن کریں اور نہ دین میں غلو کریں۔

والعياذ بالله من الشقاق والنفاق وسوء الاخلاق.

غیر مناسب سختی

الانصاف من النفس: کے اصول کے تحت یہ بھی جاننا اور کہنا مناسب ہے کہ مسلمانوں میں سے اکثر جو لوگ میلاد شریف کے جشن مناتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کی محبت میں کرتے ہیں اور رسول اللہ کی محبت دین وایمان ہے اور جو رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھے اس سے محبت واجب ہے، اس لیے مسلمان کے لیے یہ درست ومناسب نہیں کہ اپنے اس مسلمان بھائی سے جو کہ اس طرح کی بدعت ارتکاب کا کرتا ہے، بغض رکھے اس شخص نے اپنے ملک اور عالم اسلام میں اکثر لوگوں کو ایسا کرتا پایا اور پھر اس کا غالباً محرک اور مہمیز کرنے والی چیز سوائے اپنے نبی سے جذبہ محبت اور اس کے ذریعہ اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی خواہش کے علاوہ کچھ نہیں، ورنہ پھر یہ غیر مناسب سختی ہوگی جیسی اس نے کی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جس طرح اس سے بغض درست نہیں اسی طرح صرف جشن میلاد منانے یا اس میں شرکت کرنے پر اس کو شرک وکفر سے ملا دینا بھی صحیح نہیں، کیونکہ اس طرح کی بدعت کا مرتکب یا اس میں شریک ہونے سے انسان کافر نہیں ہو جاتا اور مسلمانوں کو کفر وشرک کا داغ لگانا کوئی آسان بات نہیں، اس سلسلہ کی احادیث پہلے گزر چکی ہیں، تو نہ غلو ہونا چاہیے اور نہ سختی بلکہ عدل و انصاف ہونا چاہیے ورنہ ایک دوسرے کو لعن طعن کرنا گویا اپنے وجود کو اس امت کی حیثیت سے جو کہ حق کی طرف ہدایت دیتی ہے اور اسے انصاف کرتی ہے کھونا ہے۔

مسلمان پر جو واجب ہے وہ صرف یہ کہ اپنے اس مسلمان بھائی کے سلسلہ میں جو ''بدعت میلاد'' کا ارتکاب کرتا ہے اس کو اس کا شرعی حکم بتائے پھر اس کو نرمی سے اس کے چھوڑنے کا کہے یہ بتاتے ہوئے کہ اس سے اس کو کوئی فائدہ حاصل ہونے والا نہیں، کیونکہ وہ بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے اور بدعت، ہدایت کے علاوہ کی چیز ہے اور اگر وہ انکار کرے تو نرمی سے منع کرے اور اس کے اس فعل پر زیادہ لعن وتشنیع نہ کرے، کیونکہ ایسا کرنے سے اس میں عناد و جحود پیدا ہوگا، جس کے نتیجہ میں وہ ہلاک ہوگا اور یہ بھی اس کے ساتھ ہلاک ہوگا کہ وہ اس کو ہلاک کرنے کا ذریعہ بنا، اس طرح دونوں ہی ناکام ونامراد ہو جائیں گے، برائی کا براہ راست اظہار کرنے سے یا منہ پر کہنے سے نبی کریم ﷺ پرہیز کرتے تھے، بلکہ یوں فرماتے تھے کہ ''کیا ہوگیا ہے بعض لوگوں کو کہ ایسا ایسا کہتے ہیں اور یہ یہ کرنا چاہتے ہیں، اس لیے کہ طبیعت بشری اس طرح برائی کا مقابلہ برداشت نہیں کرتی، چاہے اس برائی میں ملوث ہو اور اس کا ارتکاب ہی کیا ہو، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ''جس نے خفیہ طور'' اپنے بھائی کو نصیحت کی تو اس نے حقیقتاً نصیحت کی اور جس نے اس کو علانیہ نصیحت کی تو اس نے اس کو رسوا کیا''۔

یہ سب اس وقت تک ہے جب کہ اس منہ وعنہ بدعت میں شرکیہ اعمال واقوال نہ ہوں، جیسے غیر اللہ سے مانگنا، اس سے فریاد رسی کرنا، غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا یا خشوع کے ساتھ غیر اللہ کے لیے کھڑا ہونا کہ یہ بھی مظاہر عبادت میں سے ہے بلکہ اس میں صرف رسول اللہ ﷺ کی ولادت پر اظہار خوشی ہو، نعمت اسلام جس کو لے کر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بھیجا۔ اس پر شکرانہ کے طور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر کھانا کھلانا ہو یا کچھ سیرت النبی پڑھی جائے یا کچھ نعتیں جو کہ الفاظ شرک اور مدح میں غلو سے خالی ہوں سنی جائیں، عورتوں اور مردوں کے درمیان اختلاط نہ ہو اور نہ اس میں کسی برائی کا وجود ہو اور نہ کسی بھلائی کا ترک ہو، جیسے نماز چھوڑنا یا وقت سے موخر کرنا وغیرہ۔

لیکن اگر اس بدعت کے ساتھ کچھ شرک بھی اقوال واعمال میں ساتھ ہو جائے یا اس میں فساد وباطل شامل ہو جائے تو پھر ایسی حالت میں جو مسلمان اس کو برا بھلا کہہ رہا ہے اس میں سختی بھی کرسکتا ہے، اور جس حیثیت وطاقت کی برائی ہو اسی قوت کیساتھ بات میں سختی اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں، اور اس پر ضروری ہے کہ شرک وغیرہ حرام گناہوں کا مصر ہو کر چھوڑنے کا مطالبہ کرے، چاہے اس سے اس کے کرنے والے کا بائیکاٹ ودوری ہی لازم آئے سلف صالحین میں جب کوئی اپنے بھائی کو دیکھتا کہ وہ برائی کر رہا ہے تو اس کو روکتے اور اگر وہ اس پر مصر رہتا تو اس کو چھوڑ دیتے، یہاں تک کہ وہ اس برائی کو ترک کردے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ بدعت میلاد اکثر شرکیہ اعمال واقوال اور محرمات کے ارتکاب سے خالی ہوتی ہے تو اس صورت میں مسلمان نرمی وخوش اسلوبی سے مسلمانوں کو روکے اور اس کا شرعی حکم بتائے، اور مطلقاً بدعت کو ترک کرنے کی ترغیب دے کر اس موضوع پر بات کرے۔ اس لیے انہوں نے صرف ایمان اور اجر وثواب کی امید کے جذبہ سے یہ کیا ہے تو لوگوں کے مقاصد وجذبات کا خیال رکھے، کیونکہ اسی حکمت کا مسلمان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں حکم ہے۔

ہاں شرک، باطل یا فساد کے پائے جانے کی صورت میں یا اس بدعت کے ساتھ کوئی اور بھی شر ہو تو پھر اسی کے اعتبار سے برا بھلا کہنے میں سختی ونرمی، طاقت وقوت کا استعمال کرے اور اس میں جذبہ کارفرما، ہو بیان حق اور مسلمانوں کو نصیحت کرنے کے وجوب کو ادا کرنے کا اور مسلمانوں کی دین پر اس استقامت میں نصرت ومدد کرنے کا، تاکہ وہ دنیا وآخرت کے کمالات وسعادت حاصل کرسکیں۔

وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَاءِ الْقَصْدِ وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ وَحْدَهُ التُّكْلَانُ .

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختتام

قارئین! رسالہ ہذا کی طرف سے شاید یہ سوال ہو کہ جب میلاد النبی تمام بدعات کی طرح حرام بدعت تھی تو علماء نے اس پر سکوت کیوں اختیار کیا اور اس کو چھوڑے رہے یہاں تک کہ وہ خوب پھیل گئی اور مسلمانوں کے عقائد و جز کا بن گئی، کیا ان پر واجب نہیں تھا کہ پانی سر سے اوپر ہونے سے پہلے ہی اس کی روک تھام کرتے اور بدعت کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکتے، انہوں نے ایسا کیوں نہیں کیا؟

اس کا جواب ہم دریافت کرنے والے بھائیوں کو یہ کہہ دیتے ہیں کہ علماء نے اس بدعت کو روزِ اول سے ہی برا کہا ہے اور اس کے رد میں رسائل تحریر فرمائے ہیں، جس کو المدخل لابن الحاج کے مطالعہ کا موقع ملا ہے وہ اس کو اچھی طرح جانتا ہے، اسی طرح ان ٹھوس ردوں میں سے تاج الدین عمر بن علی اللحمی السکندری الفیہ المالکی صاحب شرح الفا کہانی کا رسالہ جو ابن ابی زید الشیر وں کے رسالہ کے رد میں ہے، جس کا نام ''المورد فی الکلام علی المولد'' انہوں نے رکھا۔ اس کے اختتام کے اخیر میں اس کی عبارت ہم نقل کریں گے (لیکن انحطاط کے دور میں قوتیں داعی خیر واصلاح کی دعوت پر لبیک کہنے میں اتنی ہی کمزور ہو جاتی ہیں۔ اس لیے کہ مریض کے بدن پر ادنی تکلیف اثر انداز ہوتی ہے اور تندومند و توانا جسم میں صرف بڑی اور قوی تکلیف ہی موثر ہوتی ہے، محسوس مثال لیجئے کہ مضبوط و صحیح و سالم دیوار کو منہدم کرنے میں بڑے بڑے کدال و پھاوڑے ناکام ثابت ہوتے ہیں اور کمزور وخستہ دیوار ہوا کے جھونکے یا پاؤں کے دھکے سے گر جاتی ہے۔ اس لیے اس بدعت کا اسلامی سوسائٹی میں باقی رہنے اور جم جانے سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ علماء نے اس پر نکیر نہ کی، دلیل و مثال کے طور پر تاج الدین الفا کہانی کا رسالہ یہاں پیش کرتے ہیں۔

شیخ نے حمد وثنا کے بعد فرمایا! امابعد بعض مبارک لوگوں کی طرف سے اس اجتماع کے بارے میں جو کہ بعض لوگ ربیع الاول میں کرتے اور میلاد نام دیتے ہیں۔ بار بار سوال ہوا کہ کیا اس کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شریعت میں کوئی اصل ہے، یا وہ دین میں بدعت (نئی چیز) ہے اور اس کا جواب مفصل مانگا تو میں اللہ سے توفیق مانگتے ہوئے عرض کرتا ہوں۔

اس میلاد کی کتاب وسنت میں میرے نزدیک کوئی اصل نہیں اور نہ ان علماء متقدمین سے ہی جو کہ دین میں اسوہ اور آثار (حدیث) پر چلنے والے ہیں، کسی سے اس کا ثابت کرنا نہیں، بلکہ وہ مبطلین کی من گھڑت بدعت ہے اور شہوت نفس ہے جس سے پیٹ بھرے لوگوں نے بڑی ہی دل چسپی لی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ہم احکام خمسہ کو جب اس پر منطبق کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کیا وہ واجب ہے یا مستحب ہے یا مباح ہے یا مکروہ ہے یا احرام تو وہ بالاجماع واجب تو نہیں اور نہ مستحب ہے کیونکہ مستحب وہ ہے جس کے کرنے کا شارع نے حکم دیا ہو، لیکن اس کے چھوڑنے پر کسی قسم کی مذمت بھی نہ کی ہو اور اس کی نہ شریعت نے اجازت دی ہے اور نہ صحابہ وتابعین اور دیندار علماء سے مروی' معلومات کی حد تک اس کا کرنا ثابت ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کے بارے میں مجھ سے سوال کیا گیا تو یہی میرا جواب وہاں ہوگا اور نہ وہ جائز ہے کہ مباح ہو، اس لیے کہ اجماع مسلمین سے دین میں بدعت جاری کرنا جائز نہیں، اب سوائے مکروہ وحرام کے کچھ نہیں بچتا اس لیے اب بات وفیصلہ دو ہی حالتوں پر ہوگا۔

(۱) ایک شکل یہ ہے کہ انسان اپنے ذاتی مال سے اپنے گھر والوں، دوستوں وغیرہ کے لیے محفل میلاد منعقد کرے اور اس میں صرف کھانے پینے سے بات آگے نہ بڑھے اور نہ کسی قسم کے گناہ کا ارتکاب ہو تو یہ وہ شکل ہے جس کے بارے میں ہم نے بتایا کہ وہ ایک مکروہ بدعت ہے اور برائی ہے کیونکہ متقدمین فقہا اسلام علماء امت (جو کہ اپنے اپنے وقت میں اپنی اپنی جگہوں پر مشعل راہ اور زینت محفل تھے) میں سے کسی نے ایسا نہیں کیا۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ اس میں گناہ بھی شامل ہو جائے اور اس کو اتنی اہمیت دی جائے کہ انسان بادل ناخواستہ اور ناپسندیدگی وحسرت والم کے عالم میں بہت کچھ دینے پر مجبور ہو جائے جب کہ علماء نے صراحت کی ہے کہ حیاوشرم سے مال لینا ایسا ہی ہے جیسا کہ تیغ وتلوار سے حاصل کیا جائے، اس کی قباحت اس وقت اور زیادہ ہو جائے گی جب اس کے ساتھ ساتھ گانے بجائے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا بھی اضافہ کر دیا جائے، مختلف قسم کے آلات طرب کے ساتھ اور پھر مرد و نوجوان مردوں کے ساتھ بجی سنوری عورتوں کا اجتماع بھی ہو، ناچ و رنگ اور کھیل کود میں انہماک ہو، اور قیامت و آخرت کو بھلا دیا جائے۔

اسی طرح صرف عورتوں کا جمع ہونا اور آواز بلند گانا بجانا، یا پھر تلاوت و ذکر میں بھی مسنون و معروف حدود سے تجاوز کرنا، اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے قول ﴿اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَاد﴾ (بے شک آپ کا رب نافرمانوں کی گھات میں ہے) کو نظر انداز کر دیا جائے تو اس کی حرمت میں کسی کا اختلاف نہیں اور نہ ہی اس کو اہل مروت اور شریف لوگ اچھا سمجھتے ہیں یہ صرف مردہ دل اور گناہوں میں ملوث افراد کے نزدیک ہی پسندیدہ ہے اور پھر مزید اس پر یہ ہے کہ وہ اس کو حرام منکر سمجھنے کی بجائے عبادت سمجھتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

"اسلام اجنبی بن کر ہی نکلا تھا اور پھر ایسا ہی ہو جائے گا۔"

اور امام ابوعمرو بن علاء نے کیا ہی اچھی بات کہی ہے کہ لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے جب تک وہ تعجب خیز چیز پر تعجب کرتے رہیں گے۔

اس سب کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ہے کہ ربیع الاول جس میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی، اسی ماہ میں آپ کی وفات بھی ہوئی تو خوشی و مسرت کے مقابلہ میں رنج والم بھی کم نہیں۔

جو بات ہمارے اوپر واجب تھی ہم نے عرض کر دی اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبولیت سے نوازے، یہاں تک الفاکہانی کے کتابچہ "المورد فی الکلام علی المولد" کی عبارت تھی، عجیب بات ہے کہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو اپنی کتاب "الحادی" میں ذکر کیا ہے اور وہیں سے ہم نے بھی لیا ہے اور پھر اس پر رد کرنے کی ناکام کوشش بھی کی ہے اس لیے ان کے رد بہت ہی کمزور ہیں کیونکہ وہ باطل سے حق کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

قارئین کرام! آپ نے سیوطی رحمہ اللہ کے شبہات جن سے وہ بہت خوش تھے کہ انہوں نے میلاد کی اصل شریعت میں ڈھونڈ نکالی ہے کی حقیقت دیکھ لی ہے اور رد بھی معلوم ہو گیا جو کہ طالب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق اور اس پر زندگی گزارنے والے کے لیے راستہ کو متن کرتا ہے اب اگر آپ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے ردود کو معلوم نہ بھی کریں تو کوئی حرج نہیں کہ آپ نے شبہات کی حقیقت دیکھ لی ہے جو کہ آپ کے لیے کافی ہے۔

اس رسالہ کو پڑھنے کے بعد بھی میلاد کے سلسلہ میں شرح صدر نہ ہو اور برابر یہ ذہنی کشمکش ہو کہ وہ بدعت وضلالت ہے کہ نہیں تو مندرجہ ذیل دعا کثرت سے پڑھیں امید ہی کہ اللہ تعالیٰ شک وشبہ کو دُور کر کے حق واضح کر دے گا۔ وهو على كل شيء قدير وبالا جابة جدير.

دعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ جَبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَ اِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ.

www.KitaboSunnat.com

❀❀❀❀❀❀

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

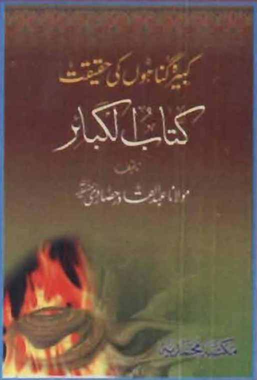

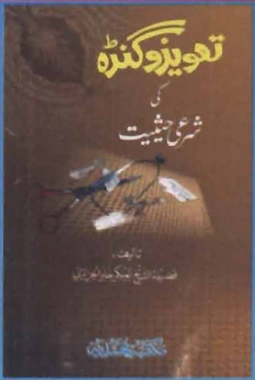

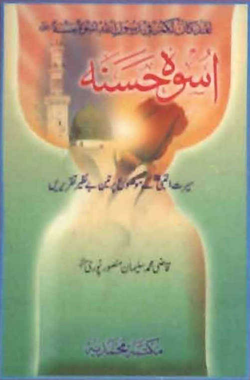

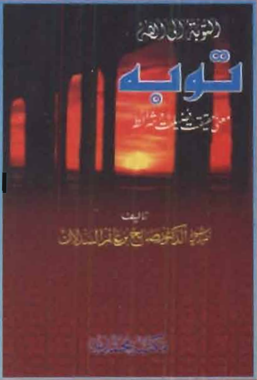

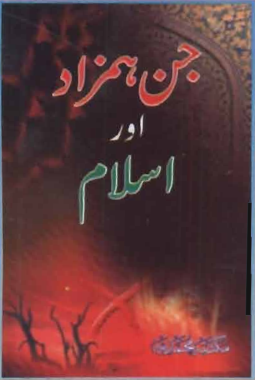

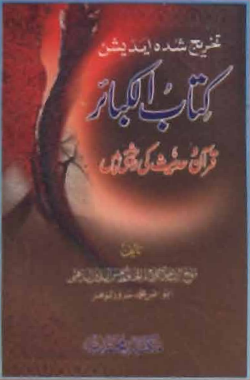

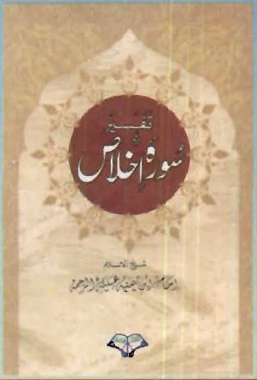

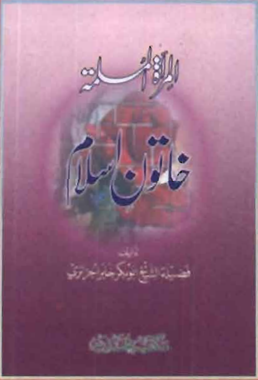

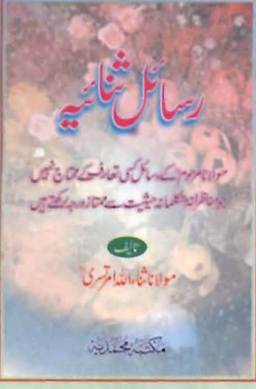

مکتبہ محمدیہ ○ چک 109/7R۔ چیچہ وطنی ○ ضلع ساہیوال